REGD No P 67

رجسٹرڈ نمبر ایل ۶۷

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

ہفت روزہ

بدر

قادیان

ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ سالانہ
چھ روپے
ششماہی ۳.۵۰
ممالک غیر
۷.۵۰
فی پرچہ ۱۲ نئے پیسے

جلد ۸ | ۲۴ تبوک ۱۳۳۸ ہش | ۲۲ ربیع الثانی ۱۳۷۹ھ | ۲۴ ستمبر ۱۹۵۹ء | نمبر ۳۹

اخبار احمدیہ

ربوہ ۲۱ ستمبر۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت سے متعلق حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی بذریعہ تار اطلاع فرماتے ہیں کہ:

حضرت اقدس کی صحت آہستہ آہستہ بحال ہو رہی ہے۔ الحمد للہ۔

احباب جماعت اپنے محبوب امام ہمام کی صحت کاملہ عاجلہ و درازیٔ عمر کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین۔

قادیان ۲۲ ستمبر۔ قادیان اور مضافات میں ہر دوسرے تیسرے روز بارش ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فضل فرمائے۔ اس کے برے اثرات سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

قادیان ۲۲ ستمبر۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ بخیریت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

قادیان میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا شاندار جلسہ

سیرت طیبہ کے مختلف پہلوؤں پر پُر مغز تقاریر!

از مکرم گیانی بشیر احمد صاحب ناصر بی۔ اے درویش قادیان

قادیان ۱۷ ستمبر۔ آج مسجد اقصیٰ میں سیرت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا شاندار جلسہ زیر صدارت محترم مولوی عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر مقامی منعقد ہوا۔ جلسہ کی کارروائی ٹھیک ۹ بجے تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوئی۔ تلاوت و نظم کے بعد صاحب صدر نے جلسہ کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ دنیا میں مختلف لوگوں کی سیرت کے متعلق تقاریر ہوتی ہیں۔ لیکن ان میں سے کوئی وجود بھی جامع جمیع کمالات انسانیہ نہیں ہوتا۔ مگر آج جس شخص کی سیرت کے بیان کرنے کے لئے ہم جمع ہوئے ہیں۔ اُس کے وجود میں انسانیت کے تمام کمالی بوجہ اتم جمع تھے۔ آپ نے بتایا کہ کسی ہستی سے محبت اس کے حسن یا احسان کی وجہ سے کی جاتی ہے۔ اگرچہ بمقابلہ صورت وشکل اصل چیز تو سیرت ہے۔ مگر آنحضرت صلعم صورت اور سیرت دونوں پہلوؤں سے انسانِ کامل تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور صلعم کو ظاہری حسن کے ساتھ اعلیٰ ترین اخلاق و عادات کا حسن بھی عطا فرمایا تھا۔ علاوہ ازیں بنی نوع انسان کے ہر طبقہ پر حضور کے بے پایاں احسانات ہیں۔ معزز مقرر نے ان احسانات میں سے عورتوں پر حضور کے احسانات کا تفصیل سے ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

عورتوں کا کوئی حق بھی محفوظ نہ تھا مگر آنحضرت صلعم نے عورتوں کے حقوق محفوظ کر دیئے۔ اور حکم دیا کہ ولھن مثل الذی علیھن۔ اسی طرح ترکہ میں اُن کا حصہ مقرر کیا۔ طلاق کے مقابل پر انہیں خلع کا حق عطا فرمایا۔ آخر میں آپ نے یتیموں اور غلاموں وغیرہ پر آنحضرت صلعم کے احسانات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ حضور صلعم کے اس قدر احسانات ہیں کہ دنیا کا کوئی شخص بھی آپ کا ہم پلہ نہیں۔

آنحضرت صلعم کے خصائل حسنہ

اس کے بعد مکرم مولوی عمر علی صاحب مولوی فاضل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائل حسنہ کے موضوع پر تقریر کی۔ آپ نے بتایا کہ آنحضرت صلعم کے خصائل حسنہ تمام دنیا کے لئے بطور نمونہ ہیں۔ اور انسانی زندگی کے ہر شعبہ میں اس کی تفاصیل موجود ہیں۔ حضور صلعم نے عرب کے درندوں کو انسان۔ وحشیوں کو مہذب اور گمراہوں کو با اخلاق انسان بنا دیا۔ حضور صلعم کی زندگی تمام دنیا کے لئے ایک کامل نمونہ ہے۔ خونخوار دشمنوں پر قابو حاصل کرنے کے باوجود کوئی انتقام نہ لیا۔ جنگ کے موقعہ پر پانی پر قبضہ کر لینے کے باوجود دشمنوں کو اس کے استعمال کی اجازت بخشی۔ جود و سخا اور مہمان نوازی میں حضور صلعم ایک کامل نمونہ تھے۔ حضور نے بلا تفریق مذہب و ملت عدل و انصاف کا بہترین نمونہ پیش فرمایا۔ ان کے معابد کی حفاظت فرمائی۔ ہر اس چیز کا سدباب فرمایا جو امن عالم میں مانع ہو سکتی تھی۔ اس ضمن میں آپ نے غلامی یہود اور معاہدوں کی پابندی کے متعلق آنحضرت صلعم کی تعلیم کا تفصیل سے ذکر فرمایا۔

آنحضرت صلعم کا اُسوۂ حسنہ بطور معلّم اخلاق

اس کے بعد محمد عمر صاحب مالاباری متعلم جامعہ احمدیہ نے آنحضرت صلعم کا اُسوۂ حسنہ بطور معلم اخلاق کے موضوع پر تقریر کی۔ تقریر کے آغاز میں آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریر کے حوالہ سے اخلاق کی تعریف بیان کرتے ہوئے بتایا کہ طبعی جذبات کو عقل کے ماتحت محل اور موقعہ کے مطابق استعمال کرنا اخلاق کہلاتا ہے۔ آنحضرت صلعم کے اخلاق کے متعلق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ کان خلقہ القرآن یعنی قرآن کریم میں سے جتنے اوامر و نواہی ہیں آنحضرت صلعم ان سب پر عمل پیرا تھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو انک لعلی خلق عظیم کا سرٹیفکیٹ عطا فرمایا۔ مقرر نے ظھر الفساد فی البر والبحر کی تشریح کرتے ہوئے آنحضرت صلعم کی بعثت سے قبل عرب کی اخلاقی پستی کا ذکر کیا اور بتایا کہ یہی کیرکٹر حضور کی تربیت کے ماتحت آسمانی ستارے بن گئے۔ خونریز اور جنگجو قوم آشتی اور امن کا پیغامبر بن گئی۔ اونٹوں کے چرواہے بادشاہ بن گئے۔ ابتداء میں حضور صلعم کی سخت مخالفت اور حضور کے ماننے والوں پر لاانتہا مظالم کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے بتایا کہ جب حضور کے ماننے والوں نے انتقام کی اجازت مانگی تو ارشاد فرمایا کہ مجھے صرف عفو کا حکم ہے۔ فتح مکہ کے موقعہ پر دشمن خوف و ہراس کے مارے لرزہ براندام تھے۔ مگر حضور صلعم نے فرمایا لا تثریب علیکم الیوم کہ آج کے دن تم پر کوئی سرزنش نہیں۔ تقریر کے آخر میں اس امر کا ذکر

جماعت احمدیہ کی طرف سے

سرزمین یورپ میں ایک اور خانہ خدا کی تعمیر

فرانکفورٹ (جرمنی) میں بھی مسجد کی تعمیر مکمل ہو گئی

فرانکفورٹ (مغربی جرمنی) مغربی جرمنی میں احمدیہ مسلم مشن کے مبلغ انچارج مکرم جناب چوہدری عبداللطیف صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ ۱۲ ستمبر ۵۹ء بروز ہفتہ فرانکفورٹ میں جماعت احمدیہ کی تعمیر کردہ مسجد کا افتتاح عمل میں آیا۔ افتتاح کی رسم عالمی عدالت ہیگ کے نائب صدر محترم جناب چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب نے ادا فرمائی۔ افتتاح کی تقریب میں بہت سے نامور لوگوں کے علاوہ فرانکفورٹ کے میئر کی طرف سے ان کے ایک خاص نمائندے نے بھی شرکت کی۔ نیز انہوں نے اس موقع کے لئے ایک خصوصی پیغام بھی ارسال فرمایا۔

انگلستان۔ ہالینڈ۔ سکنڈے نیویا اور سوئٹزرلینڈ کی احمدیہ جماعتوں کے نمائندے بھی اس میں شرکت کی غرض سے تشریف لائے ہوئے تھے۔ اس تقریب کا نظارہ ریڈیو۔ ٹیلیویژن پر دکھایا گیا۔ نیز جرمنی کے اخبارات نے بھی اس تقریب کے متعلق خبریں نمایاں طور پر شائع کیں۔

یاد رہے یہ نئی مسجد مغربی جرمنی میں دوسری اور سرزمین یورپ میں چوتھی مسجد ہے۔ جسے خلافت ثانیہ کے عہد مبارک میں تعمیر کرنے کی جماعت احمدیہ کو توفیق ملی ہے۔ قبل ازیں لنڈن۔ ہالینڈ کے دارالحکومت ہیگ اور مغربی جرمنی کے شہر ہمبورگ میں عالیشان مساجد تعمیر ہو چکی ہیں۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس مسجد کو جرمنی میں اشاعت اسلام کا ایک مؤثر ذریعہ بنا دے۔ اور یہ سرزمین تثلیث میں توحید خالص کے قیام کا موجب ثابت ہو۔ آمین۔

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

کرتے ہوئے کہ حضور کی تعلیم پر عمل پیرا ہو کر صدیوں کے دشمن اور خون کے پیاسے قربانی اور ایثار کا مجسمہ بن گئے مقرر نے بتایا کہ حضور کی تعلیم پر عمل کرنے سے ہی ہر قسم کے جنگ و جدال کا تدارک ہو سکتا ہے۔

اس کے بعد مکرم حافظ عبدالرحمٰن صاحب نے آنحضرت صلعم کی شان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک فارسی نظم سنائی۔

آنحضرت صلعم کا غیروں سے سلوک

تیسرے نمبر پر مکرم مولوی محمد یوسف صاحب فاضل نے آنحضرت صلعم کا غیروں سے سلوک کے موضوع پر تقریر کی۔ تقریر کے آغاز میں آپ نے بتایا مختلف شخصیتوں کا اثر اپنے اپنے دائرہ عمل کے لحاظ سے محدود اور جداگانہ ہوتا ہے۔ مگر آنحضرت صلعم کی شخصیت کا اثر تمام عالم پر حاوی ہے۔ اپنوں کے علاوہ وہ لوگ جو حضور کے خون کے پیاسے تھے۔ ان پر بھی حضور کے احسانات بے پایاں ہیں۔ چنانچہ ایک جنگ سے واپسی پر جبکہ حضور ایک درخت کے نیچے استراحت فرما رہے تھے، ایک دشمن نے جو موقعہ کی تاک میں تھا۔ درخت سے لٹکتی ہوئی حضور کی تلوار اتار کر پوچھا کہ آپ کو اس وقت کون بچا سکتا ہے۔ حضور نے کمال اطمینان سے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ۔ یہ سنتے ہی تلوار دشمن کے ہاتھ سے گر پڑی۔ حضور نے وہی تلوار اُٹھا کر دریافت فرمایا کہ تمہیں کون بچا سکتا ہے۔ اس نے کہا کہ آپ ہی بچا سکتے ہیں۔ حضور نے اس کو اسلام کی تحریک کی اس نے ایمان نہ لانے کے باوجود امان مانگی اور حضور نے کمال عفو سے معاف فرما دیا۔ طائف سے واپسی پر جبکہ حضور دشمنوں کے پتھروں سے لہو لہان ہو رہے تھے۔ فرشتہ حضور سے اجازت طلب کرتا ہے کہ فرمائیں تو اس وادی کو دو پہاڑوں کے درمیان پیس دوں۔ مگر حضور نے انتہائی مظالم سہنے کے باوجود ان کے لئے ہدایت کی دعا مانگی۔ حضرت حمزہ جن کے ساتھ حضور صلعم کو بے انتہا محبت تھی۔ حضور نے ان کے قاتل کو معاف فرما دیا۔ فتح مکہ کے موقعہ پر خونخوار دشمنوں کے لئے عفو کا وہ کامل نمونہ پیش فرمایا کہ دنیا مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔

معلم حکمت صلی اللہ علیہ وسلم

اس کے بعد محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ سے تعلیم حکمت کے پہلو کو واضح کرتے ہوئے حضور علیہ السلام کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالنے والے واقعات بیان فرمائے آپ نے بتایا کہ الہٰی ارشاد وانذر عشیرتک الاقربین کے ماتحت جب حضور نے تمام قبائل کو جمع کر کے انہیں توحید الہٰی کا پیغام دیا تو سب نے متفقہ طور پر حضور کے صدیق اور امین ہونے کی شہادت دی لیکن اس کے باوجود حضور نے اپنا دعویٰ پیش کیا۔ لیکن ان لوگوں نے بیک زبان انکار کر دیا!!

مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کے موقعہ پر واللہ یعصمک من الناس کے الہٰی وعدہ کے باوجود آپ نے ہر ممکن وسیلہ حفاظت کا اختیار فرما کر زبانِ حال سے سبق دیا کہ توکل کے معنی جملہ ظاہری وسائل کو اختیار کرنے کے بعد اس کی تکمیل کے لئے اللہ تعالےٰ پر بھروسہ کرنا ہے۔ تقریر جاری رکھتے ہوئے محترم صاحبزادہ صاحب نے ہجرت کے بعد مدینہ میں قیام پذیر ہونے کے لئے جگہ کے انتخاب اور یتیم لڑکوں کے مدینہ زمین پیش کرنے کے باوجود انہیں قیمت ادا کرنے کے واقعہ کو تفصیل سے بیان فرمایا اور بتایا کہ اس طرح سے جہاں حضور نے کمزوروں پر ظلم کے دروازے کو بند کر دیا وہاں آگے اسوۂ حسنہ پر پڑ سکنے والے ہر قسم کے اعتراضات کا بھی قلع قمع کر دیا۔ اسی طرح ہجرت حبشہ کی اجازت مرحمت فرما کر حضور علیہ السلام نے کمزوروں اور غلاموں کو بے پناہ مظالم سے بچا لیا۔ جنگ احزاب کے موقعہ پر مشورہ کا طریق رائج فرمایا۔ نیز کدال ہاتھ میں لے کر خود کام کر کے وقار عمل کا صحیح نمونہ پیش فرماتے ہوئے چھوٹے اور بڑے کا امتیاز ختم کر دیا۔ فتح مکہ کے موقع پر حضرت بلال رضی اللہ عنہ پر مظالم کے مقابلہ میں ان کے جذبات کا خیال رکھتے ہوئے ایسے احسن طریق پر انتقام لیا کہ یہ فرمایا کہ آج جو بلال کے جھنڈے تلے آ جائے گا اس کو بھی پناہ دی جائے گی۔ بلال رضی اللہ عنہ کے جذبات کا رُخ بدل کر رکھ دیا۔ جس سے ان کی دلی مسرت کا اندازہ بھی نہیں کیا جا سکتا۔ فتح مکہ کے بعد انصار کے جذبات کا خیال رکھتے ہوئے مکہ کی بجائے مدینہ میں قیام پذیر ہونے کا فیصلہ فرمایا۔ اور مہاجرین اور انصار میں سلسلہ مواخات قائم فرما کر مساوات قائم کر دی۔ اور کئی فتنوں کا سدباب فرما دیا۔ (اس کے بعد مکرم یونس احمد صاحب اسلم نے ایک نظم پڑھی۔)

امن عالم کے متعلق آنحضرت صلعم کی پاک تعلیم

بعد ازاں مکرم کریم الدین صاحب متعلم جامعہ احمدیہ نے آنحضرت صلعم کی تعلیم امن عالم کے متعلق کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ آپ نے بتایا کہ آج دنیا امن عالم کے لئے چیخ و پکار کر رہی ہے۔ اور باوجود امن اور شانتی کے بلند بانگ دعاوی کے درپردہ جنگ کے لئے تیاری دن بدن بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ دلوں کی کدورتیں زیادہ سے زیادہ ترقی پذیر ہیں۔ اس کے مقابلہ میں آنحضرت صلعم کے بیان فرمودہ اصول ہی دنیا سے جنگ کو مٹا کر امن قائم رکھ سکتے ہیں۔ مثلاً حضور صلعم نے فرض قرار دیا کہ حکومت اپنے ملک واسیوں کے لئے روٹی کپڑے اور مناسب مکان کا انتظام کرے۔ اسی طرح عزت کا معیار نیکی اور تقویٰ کو قرار دیا۔ اور فرمایا:- ان اکرمکم عند اللّٰہ اتقٰکم معاہدات کی پابندی کو فرض قرار دیا۔ سود کو حرام قرار دیا۔ کیونکہ جنگ کو پھیلانے میں سود بہت بڑا ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔

روزمرہ کی زندگی کے متعلق آنحضرت صلعم کی تعلیم

اس کے بعد مکرم مولوی عبدالقادر صاحب فاضل نے روزمرہ کی زندگی کے متعلق آنحضرت صلعم کی تعلیم کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ آپ نے بتایا کہ حضور صلعم کی بعثت سے قبل کے انبیاء کا دائرہ چونکہ محدود تھا اس لئے انہیں ہر قسم کے حالات سے دوچار نہ ہونا پڑا۔ اس کے مقابلہ میں آنحضرت صلعم کا دائرہ چونکہ وقت اور جگہ میں مقید نہ تھا اس لئے آپ کی زندگی پر مختلف قسم کے دور آئے۔ اور حضور صلعم نے زندگی کے ہر شعبہ مثلاً عبادات سیاسیات معاشیات کے متعلق تفصیل سے تعلیم دی۔ اور اپنا پاک نمونہ دکھایا۔ حضور صلعم کی روزمرہ کی زندگی کا ہر پہلو ہمارے لئے اسوۂ حسنہ ہے۔

تقریر جاری رکھتے ہوئے مکرم مولوی صاحب موصوف نے حضور صلعم کے احکام مجلس میں زیادہ نہ ہنسنا۔ چلنے میں وقار کا خیال رکھنا۔ مسواک کی عادت۔ بخل نہ کرنے پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ اور حضور کی زندگی کو تمام دنیا کے لئے مشعلِ راہ قرار دیا۔ (اس کے بعد مکرم محمد عمر صاحب مالاباری نے آنحضرت صلعم کی شان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عربی قصیدہ خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا۔)

آنحضرت صلعم اور تبلیغ حق

بعد ازاں مکرم مولوی محمد حفیظ صاحب فاضل نے آنحضرت صلعم اور تبلیغ حق کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ تقریر کے آغاز میں آپ نے آنحضرت صلعم پر نازل ہونے والی پہلی وحی اور اس ذمہ داری سے شدید احساس اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے تسلی آمیز پُر حقیقت بیان کا تفصیل سے ذکر فرمایا۔ اسی طرح ورقہ بن نوفل کے پاس جانے اور اُن کی طرف سے مکہ والوں کی مخالفت کے اندیشے کا ذکر کیا۔ تقریر جاری رکھتے ہوئے آپ نے آنحضرت صلعم کے طریق تبلیغ کا مفصل طور پر ذکر فرمایا۔ آپ نے بتایا کہ آغاز میں تو حضور صلعم انفرادی اور خفیہ طور پر تبلیغ فرماتے تھے مگر بعد میں فاصدع بما تؤمر کے ارشاد خداوندی کے ماتحت پہاڑی پر چڑھ کر مختلف قبائل کو جمع کر کے انہیں توحید الہٰی کا پیغام دیا۔ نیز بتایا کہ حضور صلعم ہمیشہ ادع الیٰ سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ کے ماتحت نرمی پیار اور محبت سے تبلیغ فرمایا کرتے تھے۔ حضور کی تبلیغ انفرادی بھی تھی اور اجتماعی بھی پھر مدینہ کے کچھ لوگوں کے اسلام لانے پر حضور نے بعض صحابہ کی ڈیوٹیاں مدینہ میں تبلیغ پر لگا دیں تبلیغ حق کی راہ میں حضور کو شدید مخالفت اور دشمنوں کی ایذا رسانی کا سامنا کرنا پڑا۔ باایں ہمہ کسی قسم کی تکلیف اور مخالفین کی دست درازی حضور کے پائے استقلال کو لڑکھڑا نہ سکی۔ بطور مثال آپ نے بتایا۔ طائف میں تبلیغ کے موقعہ پر مخالفین کا ظلم انتہا کو پہنچ گیا مگر حضور علیہ السلام نے یہی دعا فرمائی کہ اھد قومی فانھم لا یعلمون۔ الغرض ایک طرف خدا تعالیٰ کا آپ کو حکم ملتا ہے کہ یاایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک کہ جو کچھ تجھ پر خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوتا ہے اُسے بلا کم و کاست پہنچا دو۔ دوسری طرف جس احسن طریق پر آپ نے اس فریضہ کو ادا کیا وہ خدا تعالیٰ کے اس محبت بھرے کلام میں موجود ہے کہ لعلک باخع نفسک الا یکونوا مؤمنین۔ گویا یہ ایک سرٹیفکیٹ تھا جو بارگاہِ ایزدی سے حضور کو اپنے فرائض منصبی کو اعلیٰ طریق پر ادا کرنے کے نتیجہ میں ملا۔ اللھم صل علیہ وسلم

اس آخری تقریر کے بعد صاحب صدر نے اپنی صدارتی تقریر میں فرمایا کہ مقررین کی تقریروں سے ہمیں سبق حاصل کرنا چاہیئے۔ اور حضور صلعم کے اخلاق فاضلہ کو اپنے اندر پیدا کرنا چاہیئے۔ آخر آنحضرت صلعم بھی ہماری طرح کے ایک بشر تھے۔ پس کیا وجہ ہے کہ ہم اپنے اندر وہ اخلاق پیدا نہ کر سکیں۔ آنحضرت صلعم نے جو لائحہ عمل ہمیں دیا وہ آج تک محفوظ ہے اور ہمیشہ کے لئے قابلِ عمل ہے۔ پس اس کو مشعلِ راہ بنانا ہر اُمتی کا فرض ہے۔ اور اسی کے مطابق ایک کامیاب زندگی بسر ہو سکتی ہے!!

آخر میں دعا کے بعد ساڑھے بارہ بجے کے قریب جلسہ کی کارروائی اختتام پذیر ہوئی۔

فالحمد للّٰہ علیٰ ذالک

خطبہ جمعہ

ہماری جماعت کیلئے ضروری ہے کہ وہ اپنی روایات کی بنیاد اخلاق پر قائم کرے

دنیوی لحاظ سے سچائی دیانت اور محنت اور دینی لحاظ سے نماز روزہ دعا اور ذکر الٰہی وہ گر ہیں جو کامیابی حاصل کرنیکے لئے ضروری ہیں

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۱۶ر مارچ ۱۹۵۱ء۔ بمقام ربوہ

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔
میں نے اپنے خطبات میں بارہا جماعت کو عموماً اور ربوہ اور قادیان یعنی مرکز کے ساکنین کو خصوصاً اس امر کی طرف توجہ دلائی ہے کہ

مذاہب کی بنیاد اخلاق پر ہوتی ہے

جب تک اخلاق کو درست نہ کیا جائے۔ اس وقت نہ فرد کے اندر مذہب داخل ہو سکتا ہے اور نہ قوم کے اندر مذہب داخل ہو سکتا ہے۔ اور نہ وہ کوئی اچھے نتائج پیدا کر سکتا ہے۔ میں محسوس کرتا ہوں کہ ہماری جماعت اخلاقی پہلو کی طرف سے بہت کچھ غافل ہے اور ابھی محتاج ہے اس بات کی۔ کہ اسے جگایا جائے۔ وہ محتاج ہے اس بات کی کہ اسے جھنجھوڑا جائے وہ محتاج ہے اس بات کی۔ کہ اسے بار بار اس امر کی طرف توجہ دلائی جائے۔

یہ قدرتی امر ہے

کہ آہستہ آہستہ تمام حقیقت بننے لگ جاتے ہیں۔ اور جہاں یہ امر برکت کا موجب ہوتا ہے۔ وہاں بعض اوقات یہ امر لعنت کا موجب بھی بن جاتا ہے۔ یہ امر برکت کا موجب اس طرح ہوتا ہے۔ کہ ناموں کے ساتھ بعض ٹریڈیشنز (Traditions) اور روایات وابستہ ہوتی ہیں۔ ان ٹریڈیشنز (Traditions) اور روایات کے رکھنے والوں کو ان پر چلنا بہ نسبت دوسروں کے زیادہ آسان ہوتا ہے دنیا کی ادنیٰ سے ادنیٰ قومیں بھی بعض روایات ہوتی ہیں۔ اور تم دیکھو گے کہ وہ قوم اپنی روایات پر عمل کرنے میں اسلامی اقوام سے زیادہ کامیاب ہوتی ہیں۔

مثال کے طور پر

میں اس قوم کو لیتا ہوں جو دنیا میں سب سے زیادہ بدنام ہے۔ اور وہ کنجنیاں ہیں۔ میں غیر اقوام کی کنجنیوں کو نہیں جانتا ہاں مسلمان کنجنیوں میں نیک کاموں کے لئے روپیہ خرچ کرنے کی بڑی عادت ہوتی ہے۔ اور غالباً یہ طریق ان میں اس لئے رائج ہے کہ وہ خیال کرتی ہیں کہ ہم روزانہ گناہ کرتی ہیں۔ چلو ان کاموں میں بھی کچھ خرچ کر لیا جائے۔ تا کہ گناہوں کا بوجھ کچھ ہلکا ہو جائے۔ غرض اسی طرح بعض روایات چوہڑوں میں پائی جاتی ہیں۔ مثلاً اپنی قوم میں شادی کرنا ہے۔

جو قومیں چھوٹی سمجھی جاتی ہیں

وہ بھی اس جذبہ میں بڑی قوموں سے پیچھے نہیں ہوتیں۔ چنانچہ جس مشکل سے ایک پٹھان۔ ایک سید۔ ایک مغل۔ ایک قریشی۔ ایک راجپوت یا ایک برہمن اپنی لڑکی کا رشتہ غیر اقوام کو دینے کے لئے تیار ہوگا۔ تم دیکھو گے کہ اسی مشکل سے ایک جولاہا بھی اپنی لڑکی کا رشتہ غیر قوم کے لڑکے کو دینے کے لئے تیار ہوگا۔ مجھے یاد ہے۔ قادیان میں میں نے ایک لڑکی کے لئے رشتہ تجویز کیا۔ جن کی لڑکی تھی وہ پیشہ کے لحاظ سے دھنئے یعنی پینجے تھے۔ جو روئی دھنکتے ہیں۔ وہ کشمیری تھے اور جس نوجوان سے رشتہ کی تجویز کی گئی تھی وہ درزی تھا۔ اور بادی النظر میں یہی سمجھا جاتا تھا کہ دھنیے سے درزی اچھا ہے۔ اس کی کمائی بھی زیادہ تھی۔ اور پھر اس کی دوکان بھی تھی۔ پس میں نے سمجھا کہ میں نے اس لڑکی کا رشتہ

ایک آسودہ حال خاندان

میں کروا دیا ہے۔ اس لڑکی کی دادی زندہ تھی۔ اور گو اسے حق ولایت حاصل نہیں تھا۔ حق ولایت لڑکی کے والد کو حاصل تھا جو زندہ تھا۔ لیکن عام طور پر دادیاں سمجھتی ہیں کہ پوتیوں پر ان کا بھی حق ہے۔ اس نے بیٹے کو رشتہ سے انکار کر دینے پر اکسایا۔ لیکن وہ نہ مانا۔ کیونکہ وہ دیکھ رہا تھا کہ اس میں اس کی لڑکی کا ہی فائدہ ہے۔ وہ بڑی پردہ دار عورت تھی۔ اور ہم اسے بڑی صالح اور شرم و حیا والی عورت سمجھا کرتے تھے۔ لیکن جب اس کی غیرت کو یہ ٹھوکر لگی۔ کہ ایک شریف دھنیا کی لڑکی ایک کذات درزی سے بیاہی جا رہی ہے اور اسے معلوم ہوا کہ اس نکاح کی تحریک میں میرا بھی حصہ ہے تو غیرت اس کی شرم و حیا اور پردہ پر غالب آگئی۔ اس نے بال بکھیر لئے۔ اور پیٹھ پر ایک چارپائی اٹھالی اور ننگے سر اور ننگے منہ پاگلوں کی طرح باتیں کرتے ہوئے ہندوؤں کے محلہ سے جس میں ان کی رہائش تھی ہوتی ہوئی احمدی محلہ کی طرف اس نے رُخ کر لیا۔ کبھی وہ اوٹ پٹانگ شعر پڑھتی اور کبھی بین کرتی ہوئی کہتی۔ ہائے لڑکی کذاتوں کو دے دی۔ اسی طرح شور کرتی ہوئی وہ گول کمرہ کے پاس جہاں میرا دفتر تھا پہنچی۔ بعض

دوستوں نے مجھے اطلاع دی

کہ فلاں عورت پاگل ہوگئی ہے۔ وہ بال کھولے ننگے سر اور ننگے منہ پیٹھ پر چارپائی اٹھائے گلیوں میں پھر رہی ہے۔ اور شور مچا رہی ہے میں نے کہا وہ پاگل نہیں بلکہ مجھے ڈرا رہی ہے۔ چنانچہ میں نے باہر نکل کر اس عورت سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں ولی نہیں بنایا۔ ولی لڑکی کے باپ کو بنایا ہوا ہے وہ بنا لیا ہے جو اس رشتہ میں راضی ہے اور وہ اسے اچھا سمجھتا ہے۔ تو نے شک شور مچا اور گلیوں میں پاگلوں کی طرح پھر لیکن یہ رشتہ رُک نہیں سکتا۔ اس کے بعد میں نے ایک دو احمدیوں سے کہا کہ اسے اپنے ساتھ لے جاؤ اور احمدی محلوں میں پھراؤ۔ جب اسے پتہ لگا کہ یہ ڈریں گے نہیں۔ اور لڑکی کا رشتہ ہو کر رہے گا۔ تو یا تو اس نے سر ننگا کیا ہوا تھا۔ اور بال کھولے ہوئے تھے اور پیٹھ پر چارپائی اٹھائے ہوئے تھی۔ اور یا پھر اس نے چارپائی نیچے رکھی۔ سر پر کپڑا لیا۔ اور نہایت اطمینان سے اپنے گھر واپس چلی گئی۔ اب دیکھو۔ پیشہ کے لحاظ سے لڑکا زیادہ کمانے والا تھا اور لڑکی کا باپ کم کمائی کرنے والا تھا۔ اور پھر وہ بالکل نکما تھا۔ گویا قومی لحاظ سے بھی وہ ایک درزی سے کم تھا اور پیشے کی کمائی کے لحاظ سے بھی ایک دھنیا کی

اپنی صحت کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کا اعلان

از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی ربوہ

غالباً چار دن ہوئے مولوی محمد یعقوب صاحب انچارج شعبہ زود نویسی کی طرف سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ایک اعلان اپنی صحت کے متعلق الفضل کے صفحہ اول پر شائع ہوا تھا جس میں جماعت کو تسلی دلائی گئی تھی کہ ڈاکٹروں کی طرف سے جو اعلان میری صحت کے متعلق روزانہ شائع ہو رہا ہے۔ گو وہ ڈاکٹری نقطہ نگاہ سے درست ہوگا۔ مگر میں خدا کے فضل سے اپنی صحت کو بہتر پاتا ہوں۔ اور موٹر میں سیر کے لئے بھی جاتا ہوں اور یہ کہ جماعت کو اس بارے میں کوئی تشویش نہیں ہونی چاہیئے۔ حضور کے اس اعلان نے طبعاً مخلصین جماعت کے دلوں میں خوشی اور اطمینان کی ایک لہر پیدا کر دی ہے۔ اور مجھے بذریعہ ڈاک بیسیوں احباب کرام کی طرف سے اس مضمون کے خطوط پہنچ رہے ہیں۔ کہ اب تو خدا کے فضل سے حضرت صاحب کی حالت بہتر ہے۔ اور کوئی فکر کی بات نہیں۔

سو جہاں تک جماعت کی خوشی کا سوال ہے۔ وہ حقیقتاً جماعت کے اخلاص کا ایک نہایت خوشکن پہلو ہے کہ کس طرح امام کی تکلیف ان کو بے چین کر دیتی ہے۔ اور کس طرح امام کی صحت میں ذرا سا افاقہ ان کے دلوں میں خوشی کی لہر پیدا کر دیتا ہے۔ دوسرا پہلو حضور کے اعلان میں خوشی کا یہ ہے کہ خواہ ابھی تک ڈاکٹری رپورٹ کچھ ہی ہو۔ حضور خود اب اپنی صحت کو بہتر خیال فرمانے لگے ہیں۔ اور حضور کی بحالیٔ صحت کا یہ پہلو نفسیاتی لحاظ سے بھی حضور کی صحت کی بحالی میں بہت ممد ہو سکتا ہے

مگر میں مخلصین جماعت کو ہوشیار کرنا چاہتا ہوں کہ وہ حضور کے اس اعلان کی وجہ سے اپنی دعاؤں میں ہرگز غافل نہ ہوں کیونکہ ڈاکٹری لحاظ سے حضور کی اصل بیماری کے بعض پہلو ابھی تک بدستور قائم ہیں۔ اور قابل فکر ہیں۔ بے شک بعض پہلوؤں کے لحاظ سے حضور کی صحت میں کسی قدر بہتری کے آثار پائے جاتے ہیں۔ اور خدائی حکم ان شکر تم لازیدنکم کے ماتحت ہر مخلص احمدی کا فرض ہے۔ کہ اس تبدیلی پر خدا کا شکرگزار ہو۔ لیکن اس کی وجہ سے دعاؤں میں غفلت ہرگز نہیں ہونی چاہیئے۔ اسلام کا خدا لئے علیم و حکیم اکثر اوقات مومنوں کو بیم و رجا کی حالت کے درمیان بین بین رکھنا چاہتا ہے۔ کیونکہ اسی درمیانی نقطہ میں انکی جوکسی اور بیداری اور اصلاح نفس کا راز مضمر ہے۔ اللہ تعالیٰ جماعت کا اور امام جماعت کا حافظ و ناصر ہو۔ فقط والسلام

خاکسار مرزا بشیر احمد۔ ربوہ۔ ۱۵ر ستمبر ۱۹۵۹ء

(الفضل ۱۷ر ۹ر ۵۹)

کمائی درزی سے کم ہوتی ہے۔ لیکن چونکہ کچھ مدت سے اُن میں دُھنیئے کا پیشہ چل پڑا تھا۔ اس لئے وہ سمجھتے تھے۔ کہ ہماری لڑکی درزی سے بیاہی جا رہی ہے۔ غرض کسی قوم میں

جو روایات چل پڑتی ہیں

اگرچہ بعض اوقات انہیں عقل تسلیم نہیں کرتی۔ لیکن پھر بھی اس کے افراد ان پر بڑی سختی سے عمل کرتے ہیں۔ اور اگر بدقسمتی سے بد روایات چل پڑیں تو ان کا بد اثر نکلنا شروع ہو جاتا ہے۔ ابتدائی حالتوں میں جب قومیں بنتی ہیں۔ اور جب ان کے اندر یہ جذبہ پایا جاتا ہے کہ وہ اپنے لئے ایک مستقل رستہ۔ اعلیٰ روایات اور شاندار مستقبل تیار کریں۔ اس وقت اگر اُن کا قدم غلط طرف اُٹھ جائے تو

غلط روایات

ان کے لئے لعنت بن جاتی ہیں۔ اور ان سے نکلنا اُن کے لئے مشکل ہو جاتا ہے پس قوم کے ابتدائی دَور میں بہ نسبت اس دوسرے دور کے جس میں روایات قائم ہو جاتی ہیں۔ بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔

ہماری جماعت

جس دور میں سے گذر رہی ہے۔ اور جن حالات کا انہیں سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ ان کے لحاظ سے ضروری ہے۔ کہ ان میں جو روایات قائم ہوں۔ ان کی بنیاد اخلاق پر ہو۔ موٹے موٹے اخلاق جن سے تمام نقائص کی اصلاح ہو جاتی ہے۔ دنیوی لحاظ سے سچائی دیانت اور محنت ہیں۔ اور دینی لحاظ سے نماز۔ دعا اور ذکر الٰہی ہے۔ اگر ہم یہ سمجھ لیں کہ بغیر اخلاق کے اور بغیر نمازیں پڑھنے کے محض

تبلیغ کے ذریعہ

ہم اپنے مقصد کو پا لیں گے۔ تو یہ غلط ہے یہ ناممکن ہے کہ ہم محض تبلیغ کے ذریعہ دنیا میں کامیاب ہو جائیں۔ جس طرح یہ ناممکن ہے کہ خالی نمازیں پڑھنے سے ہم کامیاب ہو جائیں۔ جس طرح یہ ناممکن ہے کہ خالی تبلیغ سے کامیابی حاصل ہو جائے۔ ویسے ہی یہ بات بھی ناممکن ہے۔ کہ محض

محنت قربانی اور ایثار

کے ذریعہ دنیا میں ہم کامیاب ہو جائیں یہ تینوں گوشے ہیں جنہیں کامیابی حاصل کرنے کے لئے درست رکھنا ضروری ہے بغیر تبلیغ کے لوگوں کو تمہارے مافی الضمیر کا پتہ نہیں لگے گا۔ اور خدا تعالیٰ کی مدد کے بغیر تمہارا مافی الضمیر دوسروں کے دلوں پر اثر نہیں کر سکتا۔ اسی طرح بغیر دیانت۔ محنت اور جد وجہد کے تمہاری ایک ایسی مادی مثال لوگوں کے سامنے نہیں آسکتی۔ جو انہیں تمہاری برتری کا اقرار کرنے پر مجبور کرے۔ اگر کسی قوم میں نماز۔ دعا اور ذکر الٰہی کی عادت پیدا ہو جاتی ہے تو دیکھنے والے پر سب سے پہلا اثر یہ ہوتا ہے کہ یہ قوم رُوحانی ہے۔ پھر فرشتے ان کے دل کی تاثیرات کو باہر پھیلاتے ہیں۔ اور پھر اگر اس میں دیانت محنت۔ قربانی۔ ایثار اور سچائی کی عادت پائی جائے۔ تو دیکھنے والا یہ سمجھتا ہے۔ کہ

یہ شخص مجھ سے بالا ہے

اور اس کی قوم میری قوم سے بالا ہے۔ اور جب تبلیغ ہوتی ہے تو وہ اپنے اندرونی خیالات کو دوسروں تک پہنچا دیتا ہے۔ گویا تبلیغ وہ نہر ہے۔ جس سے پانی گذرتا ہے تبلیغ لوہے کی وہ ریلیں ہیں۔ جن پر سے ٹرین گزرتی ہے۔ تبلیغ وہ سمندر ہے جس میں سے جہاز گذرتا ہے۔ اگر سمندر کو خشک کر دو۔ تو جہاز بے کار ہو جائے گا۔ اگر لوہے کی ریلیں اکھیڑ دو۔ تو ٹرینیں چلنی بند ہو جائیں گی۔ اگر سڑک توڑ دو۔ تو موٹریں چلنا بند ہو جائیں گی۔ نہریں گرا دو۔ تو پانی چلنا بند ہو جائے گا۔ دریا کا پاٹ ریت سے بھر دو۔ تو دریا کی روانی بند ہو جائے گی۔ لیکن دریا کے اندر جو تاثیر ہے۔ آگ کے اندر جو تاثیر ہے۔ ریلوں۔ سڑکوں اور نہروں میں جو تاثیر پائی جاتی ہے۔ یہ سب چیزیں

خدا تعالیٰ کی نعمتیں

ہیں۔ ان کا نام ایجاد رکھ لیتے ہیں۔ لیکن درحقیقت یہ ایجاد نہیں۔ بلکہ خدا تعالیٰ کے ایک راز کی دریافت ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ جو کائنات کا پیدا کرنے والا ہے۔ وہ کسی چیز کے اندر کوئی راز چھپا دیتا ہے اور انسان ایک وقت میں جا کر اسے دریافت کر لیتا ہے۔ مگر اس کے لئے انسان کے اندر قابلیت کا پایا جانا بھی

ایک ضروری شرط

ہے۔ مادی چیزیں بھی تکوین کے لئے تین چیزیں چاہتی ہیں۔ ایک تو وہ مقصد چاہتی ہیں ایک وہ سامان چاہتی ہیں جس کو استعمال کیا جائے۔ اور پھر وہ طاقت چاہتی ہیں۔ جو قوت فاعلہ کو عمل میں بدل دے کھڑا ہوا گھوڑا بھی ایسا ہی ساکن ہوتا ہے۔ جیسے لوہے کا گولا۔ کھڑی ہوئی موٹر بھی ایسی ہی ساکن ہوتی ہے جیسے ایک چٹان۔ اس میں چلنے کی قوت موجود ہوتی ہے۔ لیکن جب تک چلانے والا اُسے چلاتا نہیں۔ وہ بے کار ہوتی ہے۔ دنیا میں جتنی چیزیں ہیں خدا تعالیٰ انہیں چلاتا ہے۔ اور اس کی مدد حاصل کرنے کے لئے دینی ہتھیار

میں دعا ہے یعنی نماز ہے اور ذکر الٰہی ہے۔ پس ہماری جماعت کے اندر

نماز دعا اور ذکر الٰہی

کی عادت ہونی چاہیئے تمہاری ترقی کی بنیاد تمہاری کامیابی کا گُر مسجدیں ہیں اگر تم مسجدوں کو آباد کرو گے۔ تو تمہارے دل بھی اللہ تعالیٰ کی محبت سے آباد ہوں گے۔ اور اگر تمہاری مسجدیں آباد نہیں۔ اور تم خیال کرتے ہو کہ تمہاری کوششیں کامیاب ہو جائیں گی۔ یا تمہارے دل نورانی ہو جائیں گے۔ تو یہ ایک ایسا جھوٹ ہے جس کی مثال دنیا میں ملنی مشکل ہے (الفضل ۱۶/۹/۵۹)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق ڈاکٹری رپورٹوں کا خلاصہ!

قادیان ۲۳ ستمبر۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب کی طرف سے جو ڈاکٹری رپورٹیں ہفتہ زیر اشاعت اخبار الفضل میں شائع ہوئیں ان کا خلاصہ درج ذیل ہے:-

ربوہ ۱۳ ستمبر (بوقت سوا نو بجے صبح) کل دن بھر حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے نسبتاً بہتر رہی سوائے ہلکی اعصابی بے چینی کی تکلیف کے رات نیند آ گئی۔ آج صبح سے بائیں ٹانگ میں نقرس کی تکلیف ہے جس کے باعث بے چینی ہے (الفضل ۱۵/۹/۵۹)

ربوہ ۱۴ ستمبر۔ (بوقت پونے ۹ بجے صبح) کل دوپہر تک حضور کو ٹانگ میں نقرس کے درد کی وجہ سے بے چینی رہی بعد دوپہر حضور ربوہ کے لئے تشریف لے گئے۔ رات نیند آ گئی آج صبح کچھ دیر کے لئے ضعف محسوس فرماتے رہے۔ (الفضل ۱۵/۹/۵۹)

ربوہ ۱۵ ستمبر (بوقت ساڑھے نو بجے صبح) کل گیارہ بجے تک حضور کچھ ضعف فرماتے رہے اس کے بعد طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر ہو گئی شام کو کچھ اعصابی ضعف کی شکایت ہو گئی رات نیند اچھی آ گئی اس وقت ٹانگ میں نقرس کے درد کی تکلیف ہے (الفضل ۱۶/۹/۵۹)

ربوہ ۱۶ ستمبر (بوقت ساڑھے نو بجے صبح) حضور کو ٹانگ میں درد کی شکایت رہی مگر اس کے بعد افاقہ ہو گیا کل طبیعت عام طور پر اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر رہی۔ شام کے قریب کچھ اعصابی ضعف رہا۔ رات نیند آ گئی۔ اس وقت طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر ہے (الفضل ۱۷/۹/۵۹)

ربوہ ۱۷ ستمبر (بوقت سوا نو بجے صبح) کل دوپہر کے بعد حضور کی طبیعت اعصابی ضعف اور بے چینی کے باعث خراب رہی رات نیند آ گئی صبح کچھ گھبراہٹ ہے۔

ربوہ ۱۸ ستمبر (بوقت دس بجے صبح) کل دن بھر عام طور پر حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر رہی شروع رات کچھ بے چینی تھی مگر پھر اچھی نیند آ گئی آج صبح کچھ بے چینی کی تکلیف ہے۔

ربوہ ۱۹ ستمبر (بوقت سوا نو بجے صبح) کل دن بھر حضور کو اعصابی بے چینی اور ضعف کی تکلیف رہی رات نیند آ گئی اس وقت طبیعت عام طور پر نسبتاً بہتر ہے۔ —— احباب جماعت التزام کے ساتھ حضور کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے دعاؤں میں لگے رہیں۔

درخواستہائے دعا

(۱) مکرم خواجہ محمد صدیق صاحب فانی ناظر ڈسی آنس پونچھ آج کل سخت مالی مشکلات میں ہیں بزرگان و احباب جماعت انکی مشکلات کے ازالہ کے لئے دعا فرما دیں

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

(۲) خاکسار کو کافی عرصہ سے پیٹ کے مختلف عوارض کی وجہ سے تکلیف رہتی اور علاج کے باوجود کچھ افاقہ نہیں۔ لہذا احباب کی خدمت میں عاجزانہ درخواست دعا ہے

خاکسار خواجہ عبد الستار درویش قادیان

کیا رُوح سے رابطہ ممکن ہے؟

جسم کے مرنے کے بعد رُوح کہاں رہتی ہے؟

رقم فرمودہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے مدظلہ العالی ربوہ

لاہور سے جناب ثاقب زیروی صاحب کی ادارت میں شائع ہونے والے ہفت روزہ لاہور کی اشاعت مورخہ ۲۴ اگست میں ایک دوست خواجہ حبیب اللہ صاحب فاروقی کا ایک مضمون بعنوان "کیا روح سے رابطہ ممکن ہے" شائع ہوا۔ جس میں موصوف نے ارواح سے رابطہ قائم کرنے کے بارہ میں بعض دلچسپ اسئلہ بھی پیش کیں۔ اور ساتھ ہی ادارہ کی طرف سے علم دوست حضرات کو اس موضوع پر قلم اُٹھانے کی دعوت دی۔ چنانچہ اسکے مطابق اخبار لاہور بابت ۴ ستمبر کی اشاعت میں مندرجہ بالا عنوان سے سیدی حضرت میاں صاحب کا مفصل ذیل مضمون شائع ہوا۔ حضرت ممدوح نے اس اہم اور دقیق موضوع پر اسلامی نقطۂ نگاہ سے نہایت جامعیت سے روشنی ڈالی ہے۔ اور ساتھ ہی حبیب اللہ صاحب کی بیان کردہ اسئلہ کا معقول جواب بھی دیا ہے۔ احباب کے استفادہ کے لئے یہ قیمتی مضمون ہفت روزہ لاہور سے ذیل میں نقل کیا جاتا ہے:-

مندرجہ بالا عنوان کے تحت مؤقر اخبار "لاہور" کی اشاعت مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۵۹ء میں ایک صاحب خواجہ حبیب اللہ صاحب فاروقی کا ایک دلچسپ مقالہ شائع ہوا ہے۔ ہر چند کہ یہ خاکسار آجکل بعض پریشانیوں کی وجہ سے یکسوئی اور وہ فرصت نہیں رکھتا۔ جو اس قسم کے موضوع پر قلم اُٹھانے کے لئے ضروری ہے۔ لیکن فاروقی صاحب کا مقالہ حقیقۃً دلچسپ ہے۔ اور پھر محترم ایڈیٹر صاحب "لاہور" نے اپنے قارئین کو اس مضمون پر قلم اُٹھانے کی عام دعوت بھی دی ہے۔ اس لئے چند مختصر سے فقرات کے ذریعہ ذیل میں اپنے خیالات اور معلومات کا اظہار کرتا ہوں۔ وَمَا تَوْفِیْقِیْٓ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

سب سے پہلے تو میں مضمون نگار صاحب کے اس سوال کا دو حرفی جواب دینا چاہتا ہوں جو انہوں نے اپنے مضمون کے عنوان میں کیا ہے۔ یعنی "کیا روح سے رابطہ ممکن ہے؟" اس کے متعلق میرا یہ جواب ہے کہ "ہاں ممکن ہے!" مگر میرے جواب کی تفصیل فاروقی صاحب کے مضمون کی تفصیل سے غالباً مختلف ہوگی۔ لیکن سب سے پہلے ضروری ہے کہ روح کی پیدائش کے متعلق قرآنی تعلیم کی رو سے روشنی ڈالی جائے۔ کیونکہ اس کے بغیر میرے مضمون کا پس منظر واضح نہیں ہو سکے گا۔ قرآن مجید انسانی پیدائش کی تفصیل اور اس کے مختلف مدارج بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے:-

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ۚ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ۪ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ۚ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ؕ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ؕ

(سورۃ مومنون آیات ۱۳ تا ۱۵)

یعنی ہم نے انسان کو ابتداءً مرطوب مٹی کے خلاصہ سے پیدا کیا۔ پھر اُسے ایک محفوظ قرارگاہ (یعنی رحم مادر) میں نطفہ کے طور پر رکھا۔ پھر ہم نے اس نطفہ کو ایک ڈھیلے ڈھالے چپکنے والے لوتھڑے کی صورت میں بدلا۔ پھر اس لوتھڑے کو بوٹی کی شکل میں منتقل کیا۔ پھر اس بوٹی میں ہڈیاں بنائیں۔ پھر ان ہڈیوں پر گوشت پوست کا خول چڑھایا اور پھر ایک نئی مخلوق کی صورت بنا کھڑا کیا۔ پس لوگو! دیکھو کہ تمہارا خدا کیا بابرکت اور بہترین خالق ہے"

جسم اور رُوح کی پیدائش کے مختلف مراحل

اس لطیف آیت میں خداوند عالم نے انسان کے جسم اور اس کی روح دونوں کی پیدائش کو لطیف رنگ میں اس کے مختلف مدارج کی تشریح کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اولاً اس آیت میں جسم کی پیدائش کو مٹی کے خلاصہ سے لے کر نطفہ اور پھر ڈھیلے ڈھالے لوتھڑے اور پھر پیوست بوٹی اور پھر ہڈیوں اور پھر گوشت پوست کے خول تک درجہ بدرجہ مکمل کر نا بیان کیا گیا ہے۔ اور اس کے بعد روح کی پیدائش کا اسی جسم میں خَلْقًا اٰخَرَ (یعنی ایک نئی پیدائش) کے الفاظ سے ذکر کرتے ہوئے اور اس کے ساتھ اَنْشَاْنٰهُ (یعنی بنا کھڑا کیا) کا لفظ لگا کر اشارہ کیا گیا ہے کہ انسان میں یہ رُوح ہی ہے جو اسے دوسرے جانداروں سے ممتاز کر کے اور حیوانوں کے زمرہ میں سے نمایاں کر کے علیحدہ صف میں کھڑا کر دیتی ہے!

پس اسلام کی تعلیم کے مطابق روح دراصل جسم ہی کا ایک ترقی یافتہ جوہر ہے جو انسانی جسم کی تکمیل کے بعد اس کے اندر سے ایک نئی اور ارفع مخلوق کی صورت میں پیدا ہوتا ہے اور آریہ سماج کی طرح یہ خیال ہرگز درست نہیں کہ روح ایک بیرونی چیز ہے جو باہر سے آکر انسانی جسم میں آکر داخل ہو جاتی ہے۔ تو جب روح انسانی جسم ہی کا ایک ترقی یافتہ حصہ ہے تو ظاہر ہے کہ اس کا تعلق جسم کے ساتھ جواس کے لئے بطور بیج یا باپ کے ہے۔ کبھی بھی کامل طور پر منقطع نہیں ہو سکتا اور کسی نہ کسی صورت میں ضرور قائم رہتا ہے۔ اسی لئے حدیث میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ انسان کے مرنے اور اس کی روح کے پرواز کر جانے اور اس کے جسم کے بظاہر کلی طور پر فنا ہو جانے کے بعد بھی اس کے جسم کا ایک نہ نظر آنے والا حصہ جسے گویا ایٹم یا مالی کیول کہہ سکتے ہیں (میں سائنس کا عالم نہیں ہوں صرف سمجھانے کی غرض سے عام رنگ میں بیان کر رہا ہوں) محفوظ رہتا ہے۔ اور اسی حدیث میں اس حصہ کو عجب الذنب یعنی ریڑھ کی ہڈی کے اسفل ترین ترین حصہ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ چنانچہ اسی وجہ سے مرنے والوں کی قبروں کے ساتھ ان کی روحوں کا کسی نہ کسی رنگ میں رابطہ تسلیم شدہ ہے اور اکثر اولیاء اور صلحاء کا تجربہ ہے کہ جب وہ کسی فوت شدہ بزرگ کی قبر پر جا کر توجہ سے دعا کرتے ہیں۔ تو بعض اوقات کشفی حالت میں صاحب قبر کی روح کے ساتھ اُن کی ملاقات ہو جاتی ہے۔ اور یاد رکھنا چاہیئے کہ کشف اور خواب بالکل جداگانہ چیزیں ہیں۔ کیونکہ خواب نیند کی حالت میں آتی ہے۔ اور کشف بیداری کی حالت میں ہوتا ہے۔ جب کہ کشف دیکھنے والے کی آنکھوں پر سے مادی پردے اُٹھا کر اُسے کوئی غیبی نظارہ دکھایا جاتا ہے۔ اور یہ نظارہ ایسا ہوتا ہے کہ جیسے مادی آنکھوں کے سامنے کوئی سینما کی تصویر پھر جاتی ہے!

اسلامی اصطلاح کے مطابق قبر کی تشریح

اس جگہ یہ صراحت بھی ضروری ہے کہ اسلامی محاورہ میں قبر سے ہمیشہ مٹی کے ڈھیر والی معروف قبر ہی مراد نہیں ہوتی۔ بلکہ اس سے وہ مقام بھی مراد ہوتا ہے۔ کہ جہاں مرنے کے بعد اور حشر و نشر سے پہلے انسانی روح رکھی جاتی ہے۔ چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے:-

ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ

(سورہ عبس آیت ۲۲)

"یعنی خدا تعالیٰ ہر انسان پر موت وارد کرتا ہے اور پھر اُسے اس کی قبر میں رکھتا ہے"

اب ظاہر ہے کہ دنیا میں ہر انسان کو یہ مٹی کے ڈھیر والی قبر میسر نہیں آتی۔ کیونکہ کروڑوں انسانوں کے مُردے جلائے جاتے ہیں اور دفن نہیں ہوتے۔ لاکھوں انسان ڈوب کر مرتے ہیں۔ ہزاروں انسانوں کو جنگل کے درندے کھا کر ختم کر دیتے ہیں۔ تو پھر ہر انسان کے متعلق یہ کس طرح کہا جا سکتا ہے کہ اُسے خدا قبر میں رکھتا ہے؟ یقیناً یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ جیسا کہ حدیث میں صراحت آتی ہے۔ قبر سے مُراد وہ قیام گاہ لی جائے جہاں مرنے کے بعد اور کامل حساب کتاب سے پہلے انسان کی روح رکھی جاتی ہے!

چنانچہ اسی معنوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عذاب النار سے ممتاز کر کے عذاب قبر کی اصطلاح استعمال فرمائی ہے جس سے ناواقف یا ظاہر پرست لوگوں نے یہ ظاہری قبر مراد لے کر قبر کو فراخ بنانا شروع کر دیا۔ تا کہ منکر نکیر نامی فرشتوں کے سامنے بیٹھنے کے لئے مرنے والے کو کافی جگہ میسر آسکے۔ حالانکہ یہاں یہ مٹی والی معروف قبر مراد نہیں۔ بلکہ مرنے کے بعد مرنے والوں کی روح کے رکھے جانے کا مقام مراد ہے۔ یہ وہی مقام ہے جسے دوسری اصطلاح میں قرآن مجید نے برزخ کا نام دیا ہے۔ جو حشر و نشر سے پہلے ایک درمیانی زمانہ کا مقام ہے۔ قبر والی روحوں کا تعلق دنیا کے ساتھ کسی نہ کسی رنگ میں اسی وقت تک قائم رہتا ہے۔ جب تک کہ وہ قبر یعنی برزخ کے زمانہ میں رہتی ہیں۔ اس کے بعد یہ تعلق ختم ہو کر کامل طور پر اُخروی زندگی شروع ہو جائے گی۔

میں شاید باریک مذہبی اصطلاحوں میں جا رہا ہوں۔ مگر دراصل یہ مسائل آپس میں ملتے مربوط ہیں اور ان کی تاریں ایک دوسرے کے ساتھ اس طرح اُلجھی ہوئی ہیں کہ ان میں سے ایک کو دوسرے سے جدا کرنا بظاہر ممکن نہیں

کیا مرنے والوں کی روح کے ساتھ ملاقات ہو سکتی ہے؟

اب رہا یہ سوال کہ کیا کسی زندہ انسان کی کسی فوت شدہ انسان کی رُوح کے ساتھ اسی دنیا میں ملاقات ہو سکتی ہے؟ اور دراصل فاروقی صاحب کے سوالوں کا یہی مرکزی نقطہ ہے۔ سو جیسا کہ میں شروع میں بیان کر

چکا ہوں۔ اس کے جواب میں میرا کہنا یہ ہے کہ ہاں یہ ملاقات ہو سکتی ہے۔ لیکن میں اسے فاروقی صاحب کی طرح ایک تماشا نہیں سمجھتا کہ جب چاہا کسی فوت شدہ روح کو بُلا کر اس کے ساتھ باتیں شروع کر دیں۔ کیونکہ یہ نظریہ قرآنی آیات کے صریح خلاف ہے۔ چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے:۔

وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝

(سورۃ مومنون آیت ۱۰۱)

"یعنی مرنے والوں اور اس دنیا میں رہنے والوں کے درمیان ایک پردہ حائل ہے جو حشر نشر کے دن تک یعنی قیامت تک قائم رہے گا۔"

یہ ملاقات کس طرح ہو سکتی ہے؟

تو پھر سوال ہوتا ہے۔ کہ اس صورت میں فوت شدہ رُوحوں کے ساتھ زندہ لوگوں کی ملاقات کس طرح ہو سکتی ہے؟ سو اس کے متعلق بھی قرآن مجید خاموش نہیں۔ چنانچہ فرماتا ہے کہ:۔

يَسْــَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ؕ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَاۤ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ۝

(سورہ اسرائیل آیت ۸۶)

"یعنی اے رسولؐ! لوگ تجھ سے رُوحوں کے متعلق پوچھتے ہیں (کہ اُن کا معاملہ کس طرح پر ہے) تو اُن سے کہہ دے کہ روح کا معاملہ خدا کے حکم پر موقوف ہے۔ مگر اے لوگو! تمہیں اس بارے میں بہت کم علم دیا گیا ہے۔ یعنی تمہاری معلومات کا اکثر حصہ محض تخیل اور قیاس آرائی یا نظریوں پر مبنی ہے اور صحیح معلومات بہت کم ہیں۔"

اس کا ذریعہ صرف اذنِ الٰہی ہے!

ملاقات تو یقیناً ممکن ہے۔ مگر یہ نہیں کہ جس نے چاہا اور جب چاہا کسی مرنے والے کی روح کو بُلا کر اُس کے ساتھ بات چیت کر لی۔ یہ نظریہ قرآنی تعلیم کے سراسر خلاف ہے جو اس دنیا اور دوسری دنیا کے درمیان ایک برزخ یعنی روک اور اوٹ کا قائل ہے۔ اور صراحت کے ساتھ فرماتا ہے۔ کہ روحوں کے ساتھ زندوں کا رابطہ صرف اذنِ الٰہی کے ساتھ ممکن ہے۔ اس کے بغیر ہرگز نہیں۔ دنیا بھر کے انبیاء اور اولیاء کی تاریخ ایسے واقعات سے معمور ہے کہ دعا اور توجہ کرنے پر اذنِ الٰہی سے اُن کی کسی مرنے والے کی روح کے ساتھ ملاقات ہو گئی۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ جب اُحد کے میدان میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی عبد اللہؓ شہید ہو گئے۔ تو ایک کشفی انکشاف کی بناء پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے جوان سال لڑکے جابرؓ سے ازراہِ دلداری فرمایا۔ کہ جب تمہارے والد شہید ہو کر خدا کے سامنے پیش ہوئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اُن کی قربانی سے خوش ہو کر فرمایا کہ اگر کوئی خواہش ہو تو بیان کرو۔ جابرؓ کے والد عبد اللہ نے عرض کیا۔ خدایا! تیری نعمت کی کمی نہیں۔ مگر یہ تڑپ ضرور ہے۔ کہ پھر زندہ کیا جاؤں۔ اور پھر تیرے رستہ میں جان دوں۔ اس پر خدا تعالیٰ نے فرمایا۔ ہم تمہاری اس خواہش کو پورا کر دیتے ہیں۔ مگر ہم ایک ازلی ابدی عہد کر چکے ہیں۔ جو قرآن کریم کے الفاظ میں یہ ہے کہ:۔

اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ؕ

"یعنی مرنے والے اس دنیا میں دوبارہ نہیں آ سکتے۔"

(ترمذی و ابن ماجہ)

اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب بدر کے میں قتل ہونے والے کفار کی لاشوں پر کھڑے ہوئے تو آپ کو عالم کشف میں اُن کی روحیں دکھائی گئیں۔ جنہیں دیکھ کر آپ نے جوش کے ساتھ فرمایا کہ ہم نے تو اپنے رب کا وعدہ پورے ہوتے دیکھ لیا۔ کیا تم نے بھی خدا کا وعدہ پورا ہوتے دیکھا؟" (بخاری کتاب المغازی)

اسی طرح سلسلہ احمدیہ کے بانی ایک مشہور عربی قصیدہ میں فرماتے ہیں کہ:۔

وَاللّٰهِ اِنِّیْ قَدْ رَأَيْتُ جَمَالَهٗ
بِعُيُوْنِ جِسْمِيْ قَاعِدًا بِمَكَانِيْ
وَلَقَدْ رَأَيْتُ فِيْ رَيْعَانِ عُمْرِيْ كَفَّهُ
ثُمَّ النَّبِيُّ بِيَقْظَتِيْ لَاقَانِيْ

"یعنی خدا کی قسم میں نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و جمال کو اپنے مکان کے اندر بیٹھے ہوئے دیکھا ہے۔ میں نے بالکل آغازِ جوانی میں آپ کا دستِ مبارک دیکھا۔ اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عین بیداری کی حالت میں مجھے مکرر ملاقات کا شرف بخشا۔"

(آئینہ کمالاتِ اسلام)

اسی طرح حضرت عیسٰی علیہ السلام کی ملاقات کے متعلق فرماتے ہیں کہ:۔

"میری بارہا کشفی حالت میں عیسٰی علیہ السلام سے ملاقات ہوئی ہے۔ اور انہوں نے ایک ہی دسترخوان پر میرے ساتھ کھانا کھایا۔"

(نور الحق حصہ اول)

اسی قسم کے ہزاروں واقعات اسلام کی تاریخ بلکہ قبل اسلام کے زمانہ میں رُوحانی لوگوں کے حالاتِ زندگی میں ملتے ہیں۔ مگر ساتھ ہی یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ یہ سب کشفی نظارے ہیں۔ جن میں خدا کے اذن سے نہ کہ از خود مرنے والوں کی روحوں سے زندہ لوگوں کی ملاقات ہو جاتی ہے۔ اور یہ خاکسار بھی اس معاملہ میں کسی حد تک صاحبِ تجربہ ہے ولا فخر۔

روحوں کے بُلانے کی مزعومہ حقیقت کیا ہے؟

باقی آخر یہ سوال رہ جاتا ہے کہ آجکل جو بعض لوگ اور خصوصاً مغربی ممالک کے لوگ روحوں کو بلانے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اس کی کیا حقیقت ہے۔ سو چونکہ میری آنکھوں کے سامنے اب کوئی واقعہ نہیں گذرا۔ اس لئے میں اس قسم کے واقعات کے متعلق بصیرت کے ساتھ کچھ نہیں کہہ سکتا۔ لیکن میں اس قدر یقیناً جانتا ہوں کہ ایسا ہونا اذنِ الٰہی کے بغیر ممکن نہیں۔ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ بعض محققین نے اس قسم کے واقعات کو نظریا سماع کا دھوکا قرار دیا ہے۔ چنانچہ یورپ اور امریکہ کے کئی لوگ بھی یہی رائے رکھتے ہیں۔ لیکن اگر ایسی رپورٹوں کو حسن ظنی کی نظر سے دیکھا جائے تو زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ ایسے تجربات ہپناٹزم یعنی علم توجہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ جو ایک معروف اور مسلّم علم ہے۔ اور قدیم زمانہ سے چلا آیا ہے۔ جسے بعض لوگ غلطی سے مسمریزم کا نام بھی دے دیتے ہیں۔ مگر اس علم کو روحانیت سے کوئی تعلق نہیں۔ بلکہ یہ وہ علم ہے جس میں ایک مشاق انسان خواہ وہ کسی مذہب کا ہو۔ اپنی توجہ کے زور سے بعض دوسرے لوگوں کے دماغ یا حواس پر ایک وقتی اثر پیدا کر دیتا ہے۔ اور اس صورت میں ایک معمول کو بعض غیر حقیقی چیزیں نظر آنے لگتی ہیں۔ یا بعض غیر حقیقی آوازیں حقیقت کے رنگ میں سنائی دینے لگ جاتی ہیں۔ اور بعض اوقات اس کا اثر ایک سے زیادہ انسانوں تک بلکہ ایک اچھوتک بھی وسیع ہو جاتا ہے اور ایک معتدبہ جماعت اس سے متاثر ہو جاتی ہے۔ مگر جیسا کہ میں نے کہا ہے اس علم کو روحانیت سے کوئی تعلق نہیں۔ بلکہ ایک غیر مسلم انسان حتی کہ ایک دہریہ تک بھی مشق کے ذریعہ یہ ملکہ پیدا کر سکتا ہے۔ اور خاکسار راقم الحروف نے ایسے کئی نظارے دیکھے ہیں بلکہ اس علم میں کافی مشق کے ذریعہ بعض اوقات ایک غیر جاندار چیز پر بھی اثر پیدا کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً بعض اوقات ایک جلتا ہوا لیمپ بجھایا یا مدھم کیا جا سکتا ہے۔ یا بعض اوقات ایک بند زنجیر کو کھولا جا سکتا ہے۔ یا ایک لکڑی یا دھات کی میز سے آواز اٹھائی جا سکتی ہے۔ وغیرہ ذالک اور یہ ایک ایسی معروف اور تجربہ شدہ بات ہے جس پر کوئی شاہد لانے کی ضرورت نہیں۔

انسانی روح اور حیوانی روح میں فرق

ضمناً یہ بات بھی بیان کر دینی نامناسب نہ ہوگی کہ انسانی روح اور حیوانی روح میں بھاری فرق ہوتا ہے۔ اور یہ فرق یہ ہے کہ انسانی روح کو یہ صلاحیت حاصل نہیں۔ بلکہ جب کوئی جانور مرتا ہے۔ تو اس کے ساتھ ہی اُس کی روح بھی مر جاتی ہے۔ اسی لئے اکثر محققین حیوانی روح کو روح کا نام ہی نہیں دیتے۔ بلکہ اسے صرف جان یا زندگی کے لفظ سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور روح کا لفظ صرف انسانی روح پر بولا جاتا ہے۔ اس امتیاز کی وجہ یہ ہے۔ کہ جیسا کہ قرآن مجید نے بار بار صراحت کی ہے انسان ابدی زندگی کے لئے پیدا کیا گیا ہے جو اسے کچھ اس دنیا میں ملتی ہے اور اس کا ایک بہت لمبا حصہ مرنے کے بعد آخرت کی زندگی میں ملے گا تاکہ وہ آخرت میں اپنے نیک و بد اعمال کی جزا یا سزا پا سکے۔ مگر حیوانوں کی پیدائش میں یہ غرض مدنظر نہیں۔ بلکہ وہ صرف انسان کی خاطر سے عارضی زندگی کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ اور مرنے کے ساتھ ہی ختم ہو جاتے ہیں۔ اسی لئے انسان کے متعلق قرآن فرماتا ہے کہ:۔

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْۤ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ؗ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ۝

"یعنی ہم نے انسان کو بہترین تقویم پر اور بہترین صلاحیتوں کے ساتھ پیدا کیا ہے۔ پھر ہم اس کی بداعمالیوں کی وجہ سے اسے اسفل ترین گڑھے میں گرا دیتے ہیں سوائے اُن لوگوں کے جو سچا ایمان لاتے اور عمل صالح بجا لاتے ہیں ایسے لوگوں کا اجر ہمیشہ رہے گا۔ اور کبھی ختم نہیں ہوگا۔"

میں سمجھتا ہوں کہ میرے اس مختصر سے نوٹ میں فاروقی صاحب کے سارے سوالوں کا اصولی جواب آ جاتا ہے جس کے بعد اگر وہ پسند کریں اور اپنی لائنوں پر مزید غور کر کے اپنی معلومات میں کافی اضافہ کر سکتے ہیں۔ ولا علم لنا الا ما علمنا اللّٰہ العلیم ولا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ العظیم۔ واٰخر دعوٰنا ان الحمد للّٰہ رب العالمین۔

ہمارے جرمن ترجمہ قرآن مجید پر رسالہ "الازہر" کا تبصرہ!

جرمن زبان میں یہ ایک بہترین ترجمہ ہے جس میں باریک بینی اور احتیاط کو پوری طرح ملحوظ رکھا گیا ہے اس کی اشاعت یقیناً عظیم فوائد کی حامل ہے

(الازہر) ———

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی ہدایت کے مطابق اور حضور کی زیر نگرانی تراجم قرآن کریم کی اشاعت کے سلسلہ میں سنہ ۱۹۵۴ء میں جرمنی زبان میں بھی قرآن مجید کا ترجمہ شائع ہوا تھا۔ اس ترجمہ پر یورپ کے مستشرقین اور مؤقر جرائد نے بلند پایہ ریویو لکھے تھے جو وقتاً فوقتاً ہمارے اخبارات و رسائل میں شائع ہو چکے ہیں۔ حال ہی میں جامع ازہر (مصر) کے آرگن رسالہ "الازہر" میں جو شیخ الجامعہ الازہر کی زیر نگرانی قاہرہ سے ماہوار شائع ہوتا ہے۔ ہمارے جرمنی ترجمہ قرآن پر جناب ڈاکٹر محمد عبد اللہ ماضی صاحب منیجر مدارس دینیہ مصر کی طرف سے ایک مفصل ریویو شائع ہوا ہے جسے قارئین کرام کی خدمت میں عربی سے ترجمہ کروا کر پیش کیا جاتا ہے۔

جامعہ ازہر کے متعلق بیان صرف اس قدر ذکر کرنا ضروری ہے کہ ازہر اسلامی دنیا میں سب سے پرانی دینی درسگاہ ہے جس کی سرپرستی اور انتظام و انصرام حکومت مصر کرتی ہے۔ اور اس میں سے آج تک ہزاروں علماء اور فضلاء پیدا ہوئے ہیں۔

ابھی تھوڑا ہی عرصہ گذرا ہے کہ علماء مصر کے ایک معتدبہ حصہ کا خیال تھا کہ قرآن شریف کا کسی دوسری زبان میں ترجمہ کرنا منع ہے۔ جامعہ ازہر کے آرگن میں ایسے ریویو کا شائع ہونا عالم اسلام میں ایک خوشگوار ذہنی تبدیلی کا مظہر ہے۔ اسلام کی سربلندی کے لئے ہماری کوششوں کا خیر مقدم ہمارے لئے باعث مسرت ہے۔

Der Heilige Quran

از ڈاکٹر محمد عبد اللہ ماضی صاحب

منیجر مدارس دینیہ

"یہ ترجمہ جماعت احمدیہ کی طرف سے زیورچ (سوئٹزرلینڈ) اور ہمبرگ (جرمنی) میں احمدی مسلم جماعت کے امام حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد" خلیفۃ المسیح الموعود کی زیر نگرانی شائع ہوا ہے"۔

ایڈیشن اول سنہ اشاعت ۱۹۵۴ء

اُتو ہرسو تلس پریس بمقام فیس بادن (مغربی جرمنی)

یہ ترجمہ یا یہ کتاب ایک مبسوط دیباچہ اور قرآن شریف کے جرمن زبان میں ترجمے پر مشتمل ہے اس کا دیباچہ جماعت احمدیہ کے موجودہ امام حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے لکھا ہے۔ جہاں تک نفس ترجمہ کا تعلق ہے۔ میں نے مختلف مقامات پر مختلف سورتوں کی متعدد آیات کا ترجمہ بغور دیکھا اور اس ترجمہ کو قرآن مجید کے آج تک شائع شدہ ترجموں میں سے بہترین ترجمہ پایا ہے۔ اس کے ترجمہ میں نہایت باریک بینی اور احتیاط کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ اور ادائے معنی کے لئے انتہائی کاوش سے کام لیا گیا ہے۔ تاکہ عربی میں نازل شدہ قرآنی آیات کی صحیح ترجمانی ہو سکے۔

مترجم نے واضح کر دیا ہے کہ یہ امر انسانی استطاعت سے بالا ہے کہ عربی کے محکم اسلوب اور قرآن مجید کے کمال بلاغت و اعجاز جیسی خصوصیات کو کسی دوسری زبان میں ترجمہ کرتے ہوئے برقرار رکھا جا سکے۔ یہ خصوصیات اس عربی متن میں ہی پائی جاتی ہیں۔ جس میں خدا تعالیٰ نے اسے اپنے رسول پر نازل کیا اور جس میں کوئی تحریف نہیں ہو سکتی اس لئے انہوں نے احتیاط کے طور پر ترجمہ کے ساتھ ساتھ اس کا عربی متن بھی شائع کیا ہے تاکہ پڑھنے والا موازنہ کر سکے اور جو معنی اسے زیادہ موزوں نظر آئیں انہیں اختیار کرے۔

بعض آیات جو جہاد اور جنگ سے متعلق تھیں۔ انہیں میں نے بنظر غائر دیکھا اس ارادہ سے کہ ہو سکتا ہے کہ اس ترجمہ میں احمدیت کے جہاد سے متعلق مخصوص عقائد کا اظہار کیا گیا ہو۔ کیونکہ تمام مسلمانوں کے نظریہ کے خلاف احمدی کہتے ہیں "تلوار کا جہاد منسوخ ہے اور ضروری ہے کہ غیر جنگجویانہ (پُرامن) ذرائع سے جہاد کیا جائے۔ اور اسی (نظریہ) پر جماعت احمدیہ ہمیشہ ہی برطانوی استعمار کے ساتھ اپنی دوستی کا دم بھرتی رہی ہے"۔ (معلوم ہوتا ہے کہ تبصرہ نگار کو مسئلہ جہاد کے متعلق جماعت احمدیہ کے صحیح موقف کا علم نہیں ہے۔ ناقل)

میں نے ان مشار الیہ آیات کو بغور پڑھا اور دیکھا کہ ان آیات کے ترجمہ میں اس نظریہ کی طرف جس کا مجھے اندیشہ تھا ذرا بھی اشارہ نہیں ہے۔

مصنف نے اس دیباچہ میں کئی ٹھوس اور فلسفیانہ اسلامی بحثوں کو درج کیا ہے انہوں نے اسے دو حصوں میں منقسم کیا ہے پہلے حصہ میں ان انسانی ضروریات کا ذکر کیا ہے جو نزول قرآن کی مقتضی تھیں۔ اور یہ بتایا ہے کہ اسلامی تعلیمات میں خدا تعالیٰ کی وحدانیت شامل ہے۔ اور یہ وحدانیت انسانی اجتماعیت کا ایک سبب ہے۔

انہوں نے بتایا ہے کہ جب انسان نے ترقی کی اور لوگ ایک جماعت کی حیثیت اختیار کر گئے۔ تو انہیں ایک ایسی آسمانی تعلیم کی ضرورت محسوس ہوئی۔ جو تمام لوگوں سے متعلق ہو ہر زمانہ اور ہر مقام پر ان کے لئے مناسب ہو۔ اور وہ تعلیم انہیں اللہ کی قدرت اور تمام مخلوق کے رب کی عظمت سے آگاہ کرے پس قرآن نے جس کے نزول کے متعلق تورات و انجیل نے پیشگوئی کی تھی۔ ایسا پیغام دیا۔ دیباچہ کے مصنف نے بتایا ہے کہ تورات و انجیل تحریف و تبدیل کا شکار ہو چکی تھیں۔ اور وہ اس صورت میں نہ رہیں جس صورت میں خدا کی طرف سے نازل ہوئی تھیں۔ مصنف نے بائیبل کی بعض متضاد باتیں بھی درج کی ہیں۔ اور اسکی تعلیم کا کچھ حصہ بھی درج کیا ہے۔ جو خلافِ عقل ہے۔ اسی طرح دیباچہ میں بائیبل کی بعض قابل اعتراض باتیں بتائی گئی ہیں۔ اور اس کی اخلاقی تعلیم کو بھی پیش کیا گیا ہے جو کہ وقتی اور غیر مستقل تھی۔ مصنفِ دیباچہ نے آنحضرت صلعم کی آمد کے متعلق تورات و انجیل کی پیشگوئیاں بھی درج کی ہیں۔ اسی قسم کے دیگر امور حصہ اول میں شامل ہیں۔

دیباچہ کے دوسرے حصہ میں مصنف نے قرآن مجید کی اصولی تعلیم کے متعلق بحث کی ہے۔

انہوں نے بتایا ہے کہ قرآن ہی وہ کتاب مقدس ہے جو خدا کا کلام ہے۔ اور جسے خدا نے ہر قسم کی تحریف و تبدیل سے محفوظ رکھا ہے مصنف نے اس سلسلہ میں ان مختلف وسائل کا ذکر کیا ہے۔ جو قرآن کریم کی حفاظت کے لئے بروئے کار لائے گئے۔ جیسے کتابت وحی اور حفاظ کا قرآن مجید کو ازبر یاد کرنا۔

مصنف نے یہ بھی بتایا ہے کہ قرآن مجید کی ترتیب سورۃ و آیات خدا تعالیٰ کی وحی کے مطابق ہے ان بحثوں کے علاوہ مندرجہ ذیل امور پر بھی بحث کی گئی ہے

- بعض قرآنی پیشگوئیوں کا ظہور
- احکام قرآنی کی حکمت
- زندہ خدا کا عقیدہ
- انبیاء، ملائکہ اور شیطان کے متعلق قرآن مجید کی تعلیم
- خیر و شر کے متعلق قرآن کریم کا نظریہ
- پیدائش روح کے متعلق قرآنی تعلیم
- قرآن کریم اور معجزات نبویہ
- نماز اور اسلامی مساجد
- روزہ اور حج
- زکوٰۃ اور صدقہ
- حقوق اور اجتماعی فرائض
- اقتصادی نظام
- عورت کے حقوق
- غلامی کا مسئلہ
- نفس انسانی یا روح
- روحانی نظام کی تکمیل کے لئے قرآنی اصول
- ہستی باری تعالیٰ
- خدا تعالیٰ کی ربوبیت عامہ
- خدا تعالیٰ ——— منبع و مرجع
- صفات الٰہیہ ——— اور یہ کہ خدائی صفات آپس میں متناقض نہیں ہوتیں
- خدا تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ
- پیدائش عالم اور انسان کا نقطہ مرکزی ہونا
- انسانی پیدائش کا مقصد
- قانونِ قدرت اور قانون شریعت
- قانون اخلاقی اور قانونِ اجتماعی
- قرآن ہی مقدس اور کامل کتاب ہے،
- حیات بعد الموت

ان کے علاوہ اور بہت سے اہم دینی امور پر بھی بحث کی گئی ہے۔

اگر ہم ان مجمل اور احمدیت کے مسلکِ جہاد سے متعلق تعلیمات کو جو کہ صفحہ ۱۳۴ پر "باہمی فروعی اختلافات" کے زیر عنوان مندرج ہیں، نظر انداز کر دیں تو یہ دیباچہ اپنے دونوں حصوں میں مجموعی طور پر عظیم الشان اسلامی بحثوں پر مشتمل ہے۔ اور اس میں قرآن مجید سے متعلق اسلامی تعلیم و افکار کو جرمن زبان میں اسلامی رنگ میں ہی پیش کیا گیا ہے۔۔۔"

(اس کے آگے تبصرہ نگار نے اس حصہ پر کئی یکطرفہ باتوں کی بناء پر جرح و قدح کی ہے جو دیباچہ قرآن مجید کے آخری حصہ سے تعلق رکھتا ہے۔ اور جس میں احمدیت اور خلافت احمدیت وغیرہ کا ذکر ہے۔ مترجم)

آخر میں تبصرہ نگار نے لکھا ہے کہ "اگر اس ترجمہ اور مقدمہ سے اس آخری جزو (جس میں جماعت احمدیہ کے مخصوص عقائد کا ذکر ہے۔ مترجم) کو الگ کرنا ممکن ہو تو کیا ہی اچھا ہو۔ اس آخری جزو کے سوا باقی کتاب کی اشاعت عظیم فوائد کی موجب ہوگی۔ فانہ لو امکن ذالک لکان فیہ خیر کثیر"۔

مجلۃ الازہر فروری سنہ ۱۹۵۹ء

مطابق شعبان سنہ ۱۳۷۸ھ

(الفضل $\frac{9}{59}$ ۹)

ختمِ نبوّت کے معنے تکمیلِ نبوّت ہیں نہ کہ قطعِ نبوّت!

خلاصۂ تقریر مولوی محمد طیب صاحب ناظم مدرسہ دیوبند

بمقام نیروبی (مشرقی افریقہ) مورخہ ۱۳ ستمبر ۱۹۵۹ء

(از مکرم مولوی محمد منور صاحب فاضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مقیم نیروبی مشرقی افریقہ)

نیروبی ۱۳ ستمبر ۱۹۵۹ء۔ چند روز سے مولوی محمد طیب صاحب ناظم مدرسہ دیو بند۔ انڈیا۔ نیروبی تشریف لائے ہوئے ہیں۔ آج بروز اتوار جامع مسجد نیروبی میں عید میلاد النبی کے سلسلہ میں ایک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بلند شان کو بیان کرتے ہوئے بتایا کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا صحیح مفہوم کیا ہے۔ یہ جلسہ انجمن حمایت اسلام نیروبی کے زیر انتظام منعقد کیا گیا۔ مختلف مقررین نے اسلامی تعلیم اور سیرت نبوی کے بارے میں تقاریر کیں۔ مولوی محمد طیب صاحب کی تقریر جو اردو زبان میں تھی۔ اور قریباً پون گھنٹہ تک جاری رہی بہت عمدہ اور عالمانہ تھی۔ پہلے اعلان کیا گیا تھا کہ اس تقریر کا ترجمہ سواحیلی زبان میں کیا جائے گا۔ لیکن بعد میں خاموشی اختیار کر لی گئی۔ معلوم ہوتا ہے کہ منتظمین نے اسے افریقن سامعین تک پہنچانا مناسب نہیں سمجھا۔ انشاء اللہ تعالیٰ سلسلہ اس کا خلاصہ انگریزی اور سواحیلی اخبار میں شائع کریں گے [illegible] بہرحال مولوی صاحب موصوف کی اس تقریر کا خلاصہ ذیل میں درج ہے۔ اس سے ناظرین پر روشن ہو جائے گا کہ بانیٔ مدرسہ دیو بند حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی نے خاتم النبیین کی جو تشریح اپنی کتاب تحذیر الناس میں بیان فرمائی تھی۔ یہ بھی اسی کو ترجیح دیتے ہیں۔ اور اسی کو باعث فضیلت قرار دیتے ہیں۔

خاتم النبیّین کی تشریح

(از حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند)

"عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنیٰ ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد ہے اور آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ مگر اہلِ فہم پر روشن ہوگا کہ تقدّم یا تاخرِ زمانی میں بالذات کوئی فضیلت نہیں پھر مقامِ مدح میں ولٰکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہوسکتا ہے؟ ہاں اگر اس وصف کو اوصافِ مدح میں سے نہ کہیے اور اس مقام کو مقامِ مدح قرار نہ دیجیے۔ تو البتہ خاتمیت باعتبار تاخرِ زمانی صحیح ہوسکتی ہے۔ مگر میں جانتا ہوں کہ اہلِ اسلام میں سے کسی کو یہ بات گوارا نہ ہوگی۔"

(تحذیر الناس مطبوعہ سہارنپور صفحہ ۳)

اسی کتاب میں دوسری جگہ فرماتے ہیں:۔

"اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیتِ محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔"

(تحذیر الناس صفحہ ۲۸)

خلاصہ تقریر مولوی محمد طیب صاحب ناظم مدرسہ دیوبند

جناب مولوی صاحب نے فرمایا:۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دو حیثیتیں ہیں۔ ایک بشر ہونے کی اور دوسری پیغمبر ہونے کی۔ یہ جلسہ چونکہ آپ کی پیغمبری حیثیت کو بیان کرنے کے لئے منعقد کیا گیا ہے۔ اس لئے میں اس کے متعلق بیان کروں گا۔

جب کسی انسان کا علم اور اس کے اخلاق ایک خاص مقام تک پہنچ جاتے ہیں۔ تو اسے اللہ تعالےٰ کی طرف سے نبوت کا مقام عطا کیا جاتا ہے۔ تمام انبیاء علیہم السلام میں یہ ہر دو کمالات پائے جاتے ہیں۔ کیونکہ نبوت کی بنیاد انہی پر ہے۔ لیکن دوسرے انبیاء میں ضرورت زمانہ کے لحاظ سے بعض علوم یا اخلاق کا غلبہ تھا۔ مثلاً علم کے لحاظ سے حضرت نوح علیہم السلام کائناتِ عالم کی پیدائش اور اس کی اشیاء کو پیش کرکے لوگوں کو خدا تعالےٰ کی عبادت کی طرف بلاتے تھے۔ جیسا کہ سورہ نوح میں اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا۔ الیٰ آخر الآیۃ میں بیان ہوا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام ستاروں اور سیاروں اور ان کی گردشوں کو پیش کرکے اپنی قوم کو خدائے واحد کا قائل کرتے تھے۔ اسی طرح اخلاق کے لحاظ سے حضرت ایوب پر صبر کا غلبہ تھا اور حضرت یعقوب پر غم و حزن کا۔ لیکن حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں تمام علوم کی کثرت موجود تھی اور تمام اخلاق انتہاء درجہ تک پہنچے ہوئے تھے۔ اور یہ کہنا مشکل ہو جاتا ہے کہ فلاں خلق غالب تھا اور فلاں مغلوب۔ اسی وجہ سے دوسرے نبی تو صرف نبوت ہی کے مقام پر رہے لیکن آپؐ کو ختم نبوت کا مقام عطا کیا گیا۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ علمی اور اخلاقی کمالات کی آپ نے تکمیل فرمائی۔

اس کی مثال یوں سمجھ لو کہ آنکھ کا کام صورتوں اور شکلوں کی شناخت ہے۔ لیکن وہ آواز نہیں سن سکتی۔ کان کا کام آواز کو سننا ہے۔ لیکن وہ کسی چیز کے مزے کو معلوم نہیں کر سکتا۔ زبان کا کام ذائقہ معلوم کرنا ہے۔ لیکن وہ نہ دیکھ سکتی ہے اور نہ سن سکتی ہے۔ اصل میں یہ چیزیں دماغ کے آلات ہیں۔ ان میں سے اگر کوئی خراب ہو جائے تو یہ آلات بھی بے کار ہو جائیں گے۔ پس بے شک یہ قوتیں اپنی ذات میں قابلِ تعریف ہیں۔ لیکن دماغ ان قوتوں کا جامع ہونے کی وجہ سے خاتم القویٰ کہلائے گا۔

یا مثلاً آپ کے شہر میں پانی کے بہت سے نل لگے ہوئے ہیں۔ جن سے پانی حاصل کیا جاتا ہے لیکن اس سارے پانی کا منبع اور سرچشمہ جسے واٹر ورکس کہتے ہیں خاتم المیاہ کہلائے گا۔ اسی طرح اس شہر میں ہزارہا قمقمے لگے ہوئے ہیں جن کی طاقتیں اور رنگ الگ الگ ہیں۔ لیکن ان کا ماخذ اور مرجع بجلی گھر ہے جس کے سب محتاج ہیں۔ اگر یہ بجلی گھر ان قمقموں کا محتاج نہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں اول بھی ہوں اور آخر بھی ہوں جس کا مطلب یہ ہے کہ تمام انبیاء آپ کے محتاج ہیں۔ لیکن آپ کسی کے نہیں۔ شبِ معراج آپ نے تمام انبیاء کی امامت کرکے اسی حقیقت کو ظاہر کیا اور قیامت کے دن بھی تمام انبیاء آپ کے محتاج ہوں گے

بعض لوگ یہ مغالطہ پیش کرتے ہیں کہ نبوت تو رحمت ہے۔ پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے آنے سے اگر نبوت ختم ہوگئی تو آپ کا آنا باعثِ رحمت نہ ہوا بلکہ باعثِ زحمت ہوا۔ اصل میں یہ بات سادہ لوح انسانوں کو بہکانے کے لئے کی جاتی ہے ورنہ ختم نبوت کے معنے قطع نبوت کے نہیں بلکہ تکمیلِ نبوت کے ہیں۔ یعنی نبوت کے جو کمالات پہلے انبیاء میں پائے جاتے تھے ان کو آپ نے اپنے اندر جمع کیا اور ان کو کمال تک پہنچایا۔ مثلاً رات کے وقت چاند ستارے چمکتے ہیں اور ان میں روشنی موجود ہوتی ہے۔ لیکن وہ رات کو دن میں تبدیل نہیں کر سکتے ظلمت باقی رہ جاتی ہے۔ مگر جب آفتاب کا ظہور ہوتا ہے۔ تو اس وقت ظلمت دور ہو جاتی ہے۔ اور چاند ستاروں کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ کیونکہ سورج کا جو خاتم الانوار ہے ظہور ہو جاتا ہے۔

پھر جو خاتم ہوتا ہے وہی فاتح (کھولنے والا) بھی ہوتا ہے۔ جیسے میں نے بتایا تھا کہ بجلی گھر جو تمام بجلی کا خاتم ہے۔ اگر حقیقت کو دیکھا جائے تو فاتح بھی وہی ہے۔ کیونکہ وہیں سے بجلی کا آغاز ہوتا۔ اسی طرح ہمارے ہاں اولادیں ہوتی ہیں۔ اور ہم باپ کہلاتے ہیں۔ ہمارے باپ دادا بھی اسی طرح آباء کہلائے جیسے ہم کہلاتے ہیں۔ لیکن غور کیا جائے۔ تو اس کا آخری سلسلہ حضرت آدم ہیں۔ اور وہی فاتح بھی ہیں۔ کیونکہ ان سے انسانی نسل چلی۔ گویا وہ خاتم الآباء ہیں۔

مندرجہ بالا بیان میں مولوی صاحب موصوف نے کثرت سے خاتم کا لفظ استعمال کرکے بتایا ہے۔ کہ اس کے معنے جامعیت۔ کمال اور منبع فیض ہونے کے ہیں۔ اس لحاظ سے خاتم النبیین کے یہ معنے ہوں گے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کمالات نبوت کے جامع ہیں۔ اور اس فیض کے فاتح یعنی جاری کرنے والے بھی ہیں۔ اور یہی مفہوم خاتم النبیین کا سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے بیان فرمایا ہے۔ کہ آپ کی پیروی کمالاتِ نبوت بخشتی ہے۔ اور آپؐ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے۔ عوام جو معنے بیان کرتے ہیں مولوی صاحب موصوف اس کے قائل معلوم نہیں ہوتے۔ بلکہ قطعِ نبوت کو زحمت قرار دیتے ہیں۔ والسلام

نوٹ:۔ خاکسار اس جلسہ میں موجود تھا اور مولوی صاحب کے قریب ہی بیٹھا تھا۔ اور جو کچھ سنا اُسے ضبطِ تحریر میں لے آیا۔

خاکسار محمد منوّر

مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ۔

نیروبی۔

اشتراکیت اور ہمارا مذہب الگ الگ ہیں

جناب جمال عبد الناصر صدر جمہوریہ عربیہ کا بیان

مجلہ "الازہر" مئی ۵۹ء میں شائع شدہ مضمون "رأی الرئیس الجمہوریۃ فی الشیوعیۃ" کا ترجمہ درج ذیل ہے:-

"اشتراکیت کو جب اقتدار اور حکمرانی حاصل ہوئی تو وہ ایسی شکل اختیار کر گئی جو اس کے ابتدائی علمبرداروں کے وہم و خیال میں نہ تھی۔ دنیا میں بہت پرزیب اور دلربا نظریات ہوتے ہیں مگر ان کی حقیقت اسی وقت کھلتی ہے اور ان کے افسوسناک حقائق کا پتہ اس وقت لگتا ہے۔ جب ان کی عملی تطبیق کا وقت آتا ہے۔

اس وقت تک اشتراکیوں کو اپنی اشتراکیت سے جو کچھ حاصل ہوا ہے وہ یہی ہے کہ جو پہلے صاحب ارادہ انسان تھے مگر اب اشتراکی نظام کے باعث عوام پیداوار کے لئے محض مشین کے پرزے بن گئے ہیں۔

انہوں نے دین کا انکار کر دیا۔ کیونکہ دین ان کے خیال میں ایک فضول افسانہ ہے۔ انہوں نے فرد کی انفرادیت کا انکار کر دیا۔ کیونکہ اشتراکی مذہب میں فرد کا کوئی وجود نہیں۔ اور اس کی کوئی حقیقت نہیں۔ اب صرف حکومت کا وجود مسلّم ہے۔ ان لوگوں نے آزادی کا بھی انکار کر دیا۔ کیونکہ آزادیٔ خیال کے معنے تو ایک رنگ میں فرد کی ذات کو تسلیم کرنے کے ہیں۔ حالانکہ شیوعی نظام میں نہ فرد کی ذات ہے نہ اس کا ارادہ۔ انہوں نے نظام حکومت میں مساوات کا بھی انکار کر دیا۔ کیونکہ اشتراکی دستور کے مطابق حکومت کا مفہوم یہ ہے کہ ملک کے سب طبقات ایک ایسے منار کی شکل میں ہیں جس کی چوٹی پر ایک فرد بیٹھا ہے۔ اور نکھٹو عوام اس کی بنیاد میں جمع ہیں۔ پس اشتراکیت کے ادعاء دعاوی کے بیانات اور اس ڈھانچہ میں کتنا زمین و آسمان کا فرق ہے۔

اشتراکیوں کے خلاف ہم مصری لوگ، ہم عرب لوگ، ہم مسلمان اور عیسائی جو اس خطۂ زمین پر بستے ہیں اللہ پر ایمان لاتے ہیں۔ اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں کو مانتے ہیں۔ اور قیامت پر اعتقاد رکھتے ہیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ ہر عمل کرنے والے کو اس کے عمل کا بدلہ ضرور ملے گا اور کوئی جان دوسری کا بوجھ نہ اٹھائے گی۔ پھر ہم سب یہ بھی ایمان رکھتے ہیں کہ ہر جماعت میں ہر فرد کی ذاتی حیثیت بھی قائم رہے۔ اسے اپنے اہل وعیال اور اپنی خاص قوم اور اپنے شہر میں انفرادیت بھی حاصل ہے۔ ہم فرد کے لئے آزادیٔ عمل اور آزادیٔ محنت اور آزادیٔ خرچ کے بھی قائل ہیں۔ بشرطیکہ اس سے اجتماعی طور پر کوئی نقصان اور مضرت نہ ہو۔ ان باتوں کے ساتھ ساتھ ہم انسانی برادری، اجتماعی تعاون اور آزادانہ ایثار پر بھی یقین رکھتے ہیں۔ تاکہ انسانی رشتے مضبوط تر ہوتے جائیں۔

ہمارا ایمان ہے کہ ہر فرد کو حکومت میں حق حاصل ہے۔ اور اس کے مقابل اس کے اوپر ویسی ہی ذمہ داری بھی ہے اور ایسا ہی حکومت کی طرف سے فرد پر واجبات بھی ہیں۔ اس کے مقابل اس کے لئے حکومت پر بھی ذمہ داریاں ہیں گویا اس طرح حاکم اور محکوم دونوں پر بالمقابل ذمہ داریاں ہیں۔ اس جگہ جبر اور تذلیل اور کسی قسم کے استبداد کی اجازت نہیں اس نظام میں ایسا نہیں کہ چند آدمی تو آقاؤں کی گدی پر بیٹھے ہوں اور باقی سارا مجموعہ غلاموں کی طرح دست بستہ کھڑا ہو۔ یہ ہمارا دین ہے۔ اور وہ اشتراکیت کا طریق ہے۔ اشتراکی لوگ جو چاہیں مانیں اور جس کا چاہیں انکار کریں۔ ہمیں اس سے کچھ سروکار نہیں۔ ہم تو اپنے اس دین اور اپنے اس مسلک کے بارے میں پورے زور سے صراحت کرنا چاہتے ہیں جو ہم نے خدا کے لئے اختیار کر رکھا ہے۔ اور ہم اس دستور اور قانون کی نشان دہی کرنا چاہتے ہیں جس کے مطابق ہم اپنے لئے اور اپنی قوم کے لئے عمل پیرا ہیں اشتراکیت اور ہمارے درمیان طریقۂ حکومت اور طرز زندگی میں بڑا فرق ہے۔ اشتراکیت ایک علیحدہ مذہب ہے۔ اور ہمارا مذہب الگ ہے۔ ہم اشتراکیت کی خاطر کسی قیمت پر اپنے مذہب کو نہیں چھوڑ سکتے۔

(جمال عبد الناصر)"

(بحوالہ الفرقان ربوہ بابت ستمبر ۵۹ء)

زکوٰۃ ادا کر کے اپنے اموال کو پاکیزہ اور بڑھانے کی سعی فرماویں

"مسیحؑ ہندوستان میں"

کٹک (اڑیسہ) سے شائع ہونے والے روزنامہ "سماج" کی اشاعت مورخہ ۲۲/۷/۵۹ میں ایک غیر مسلم دوست شری لکشمی نرائن ساہو صاحب کا ایک مکتوب شائع ہوا ہے۔ اگرچہ مکتوب میں مذکور جملہ تفصیلات تو قابل استناد معلوم نہیں ہوتیں البتہ مکتوب میں مذکور اس قدر بات کہ حضرت مسیح ناصری نے واقعہ صلیب کے بعد یروشلم سے کشمیر تک کا لمبا سفر کیا تھا۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیش کردہ شواہد کے لئے مزید ایک ثبوت ہے۔ اور اسی غرض سے اس حوالہ کا ترجمہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

"حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی تعلیم اڑیسہ میں حاصل کی

بخدمت ایڈیٹر صاحب روزنامہ سماج

مکرم جناب! چند روز پیشتر میں نے آپ کے مؤقر اخبار میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی پر بحث و یہ کیا تھا۔ کہ انہوں نے اپنی تعلیم اڑیسہ میں حاصل کی تھی۔ جس کے بعد انہوں نے کچھ عرصہ یہاں قیام کر کے اپنے پرچار کو اضلاع پوری اور کھمبیشور میں سرانجام دیا۔

اسی سلسلہ میں ایک دوسری کتاب سے جو معلومات حاصل ہوئی ہیں وہ قارئین کی آگاہی کے لئے ذیل میں درج کرتا ہوں۔

شری پربودھ کمار سینال کی کتاب دیباتما دوم کے صفحہ ۷۵ (بنگالی ایڈیشن) میں مرقوم ہے کہ ہیمس گمفار (غار) لداخ سے قریباً پچیس میل کے فاصلے پر ایک قصبہ ہے۔ اگرچہ یہ چھوٹا سا ہے۔ لیکن تمام دنیا میں مشہور ہے۔ ایک روسی سیاح ڈاکٹر نکولس نوٹووچ نے زیتون کے پتوں پر لکھی ہوئی ایک کتاب کا پتہ لگایا۔ جو قدیم پالی زبان میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سفر ہند کے حالات پر مشتمل ہے یہ ۱۸۸۷ء عیسوی میں جبکہ روس اور ترکی کی جنگ کا زمانہ تھا۔ یہ سیاح اکیلا کوکیشیا اور وسطی ایشیا سے گذر کر ہندوستان آرہا تھا۔ کہ لداخ کے علاقہ میں کسی پہاڑی سے پھسل کر زخمی ہو گیا۔ اسے ہیمس کی غار میں علاج کے لئے لایا گیا۔ اور وہاں کافی لمبا عرصہ زیر علاج رہا۔ صحتیاب ہونے پر اسے اُسی غار میں ہی اس نایاب کتاب کا پتہ چلا۔ جسے اُسے ایک ترجمان کی مدد سے پڑھا۔ اس کتاب سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی زندگی کے ابتدائی ایام میں شادی کے بندھنوں سے بچنے کی خاطر وسط ایشیا کے بعض تاجروں کے ہمراہ خاموشی سے ہندوستان میں آگئے تھے اپنے بچپن سے ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام گوتم بدھ کی تعلیمات سے متاثر تھے۔ آپ نے اس سفر میں سولہ سال ہندوستان میں گذارے اور پوری۔ کاشی۔ کپل وستو۔ کمایوں۔ نیپال اور کشمیر کے علاقوں میں پھرتے رہے اور بدھ مت کی بنیادی سچائیوں کا پرچار کرتے رہے۔ جو کہ بلا تمیز ذات پات اعتقادات کے تمام بنی نوع انسان کے لئے قابل قبول تھیں۔ انہیں سناتنی لوگوں سے اختلاف تھا۔

اٹھائیس سال کی عمر میں آپ یوروشلم کو واپس چلے گئے۔ جس کے بعد آپ کو صلیب کا واقع پیش آیا۔ آپ کے شاگردوں نے آپ کو صلیب سے بچا کر اور آپ کے زخموں کو بعض جڑی بوٹیوں کے رس سے اچھا کیا۔ اس حادثہ کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ ہندوستان آئے۔ جو کہ آپ کے خیالات کا مرکز تھا۔ آپ کی وفات کشمیر میں ہوئی۔

سری نگر کے قریب ہی تھانہ پلڈی کے مقام پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نام کی قبر ہے۔ ایک اور معروف قبر دان کے نام پر کراچی سے چند میل کے فاصلہ پر بھی ہے۔

اس حیران کن کہانی کی بنیاد پر (جو کہ زیتون کے پتوں پر لکھی ہوئی تھی) جو کتاب نوٹووچ نے تصنیف کی ہے اس کا نام "حضرت عیسیٰ کی نامعلوم زندگی" The Unknown Life of Jesus Christ ہے۔ دو بنگالیوں نے بھی زیتون کے پتوں پر لکھی ہوئی کتاب ہیمس غار میں دیکھی ہے ان میں سے ایک تو مشہور و معروف سیاح سوامی آبیدا نندا اور دوسرا اس کا ایک سیوک برہمچاری بھائرب چیتانیہ ہے ہیمس غار کے بڑے پجاری کا کہنا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بدھ مذہب کے لٹریچر کا مطالعہ پالی زبان سیکھنے کے بعد کیا۔ اور اپنے ہندوستان کے قیام کے دوران ہی اس مذہب کو اختیار کر لیا تھا۔ اور پھر اپنے ملک میں واپس جا کر آپ بدھ مت کے اصولوں پر مذہبی تعلیمات دیتے رہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بائبل دخطط ہندو مذہب کی بجائے بدھ مت کے اصولوں کی مکمل تصویر ہے۔"

لکشمی نرائن ساہو

بھبنیشور ۱۵/۷/۵۹

(روزنامہ سماج مورخہ ۲۲ر جولائی ۱۹۵۹ء)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کیلئے

اجتماعی دعائیں اور صدقات

جمشید پور۔ سیدنا حضرت اقدس کی صحت کے لئے انفرادی اور اجتماعی دعائیں کی جارہی ہیں۔ اور انفرادی طور پر دوست حسب استطاعت صدقات بھی کرتے ہیں اللہ تعالےٰ قبول فرماکر حضور کو صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین (خاکسار محمد سلیمان از جمشید پور)

بھرت پور مرشد آباد (مغربی بنگال) مقامی جماعت کے تمام احباب صدقہ خیرات اور روزوں کے ساتھ اجتماعی اور انفرادی طور پر دعائیں کر رہے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ہماری عاجزانہ دعاؤں کو قبول فرماکر ہمارے پیارے امام کو جلد کامل صحت عطا فرمائے۔ آمین

عبدالمطلب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ از بھرت پور

امروہہ۔ سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی صحت کے متعلق مرکزی اطلاعات باقاعدہ طور پر مل رہی ہیں۔ مقامی جماعت کے جملہ احباب التزام سے دعاؤں میں مصروف رہیں۔ دو مرتبہ اجتماعی دعا کی۔ ایک بکرا بطور صدقہ ذبح کر کے غرباء میں گوشت تقسیم کیا گیا جماعت کے بعض افراد نے روزہ رکھ کر خصوصی دعاؤں میں حصہ لیا۔ خدا تعالےٰ قبول فرمائے۔ آمین۔ خاکسار محمد ظفر احمد مبلغ امروہہ

حیدر آباد دکن۔ مقامی مجلس خدام الاحمدیہ کے ۱۴ اراکین نے حسب پروگرام ۵ ستمبر کو احمدیہ جوبلی ہال میں رات گذاری اور نماز عشاء نماز تہجد اور نماز فجر میں سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی کامل صحت یابی کے لئے نہایت درد و الحاح سے دعائیں کیں۔ اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے ہمارے محبوب آقا کو جلد صحت بخشے اور کام کرنے والی لمبی عمر عطا فرمائے۔ آمین۔

خاکسار محمد صادق قائد مجلس خدام الاحمدیہ حیدر آباد دکن

کرڈاپلی۔ پینگال۔ کوٹلیہ۔ اپنے محبوب امام کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے جماعت احمدیہ کرڈاپلی۔ پینگال۔ کوٹلیہ کے احباب انفرادی اور اجتماعی دعاؤں میں مصروف ہیں۔ صدقہ کے طور پر بکرے کی قربانی کر کے گوشت غرباء میں تقسیم کیا گیا۔ نیز غرباء کو چاول بھی صدقہ کے طور پر دئے گئے۔ خدا تعالیٰ فرمائے اور حضور کو جلد صحتیاب فرمائے آمین۔ خاکسار سید فضل عمر کٹک مبلغ سلسلہ احمدیہ

جماعت احمدیہ کی مساعی اتحاد کے متعلق ایک معزز ہندو دوست کی رائے

جناب پرکاش چندر پرکاش بنگالی سیکرٹری انجمن ترقی اردو ہند شاخ انبالہ شہر نے اپنے مکتوب مورخہ ۱۵ ۸/۵۹ میں جماعت کی مساعی اتحاد کے متعلق جن نیک خیالات کا اظہار کیا ہے۔ وہ مکتوب نیچے درج کیا جاتا ہے۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

"آپ کے ارسال کردہ لٹریچر کا مطالعہ کرنے سے ہمیں خدمت اسلام کی بیشتر کامیابیوں کا جائزہ ملتا ہے جو انجمن احمدیہ قادیان کی پرزور کوششوں سے حاصل ہوئی ہیں۔ اس جماعت نے بہت کچھ کیا ہے اور کر رہی ہے اسے ہم مبارکباد دیتے ہیں سہ

نام کو نفرت نہیں اُلفت کے ساماں دیکھ لے
دوستی رکھتے کچھ ہندو مسلماں دیکھ لے

آج تک خدمت اسلام کا اتنا ٹھوس کام شاید ہی کسی دوسری اسلامی جماعت نے کیا ہو۔ اس حقیقت سے انکار نہیں ہو سکتا کہ احمدی جماعت نے ہندوستان بلکہ دوسرے ملکوں میں بھی وہ کام کر کے دکھایا ہے۔ اور کامیابی نے ہر جگہ اس کے قدم چومے ہیں اس کے متعلق جتنا بھی لکھا جائے تھوڑا ہے۔ جن دوستوں نے بھی ان کتابوں کو پڑھا ہے انہوں نے دل کھول کر احمدیہ جماعت کو مبارکباد دی ہے ہم سب اپنے آپ کو بڑا خوش قسمت سمجھتے ہیں ہو اس لٹریچر کا مطالعہ کرنے کا موقع ملا ہے۔ اور آئندہ بھی ملتا رہے گا۔ خدا کی مخلوق میں جو رشتہ ٹوٹ چکا ہے اس میں پھر سے محبت اور اخلاص کے تعلق کو قائم کرنے والی احمدیہ جماعت ہی ہے۔ سچائی کے اظہار سے مذہبی جھگڑوں کا خاتمہ کر کے صلح کا پیغام دینے والی احمدیہ جماعت ہے۔ ہماری دلی دعا ہے کہ خدا تعالےٰ ہر قدم پر آپ کے ساتھ ہو سہ

اس قدر خاموش کیوں ہے عقلِ انساں دیکھ لے
دوستی رکھتے کچھ ہندو مسلماں دیکھ لے
احمدی دعوے سے کہہ سکتے ہیں اسے پرکاش آج
ہم نے جو پیدا کئے اُلفت کے ساماں دیکھ لے

آپکا مخلص

پرکاش چند پرکاش ۱۵ ۸/۵۹

۱۹۵۸-۵۹ء میں صیغہ نشر و اشاعت کی کارگذاری کا خلاصہ

احباب جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کا تعاون

از محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

گذشتہ سال صدر انجمن احمدیہ قادیان نے اپنے ایک فیصلہ کے ماتحت نظارت دعوت و تبلیغ کے صیغہ نشر و اشاعت کو مشروط بہ آمد قرار دیا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ احباب جماعت میں خاص تحریک کر کے نشر و اشاعت کے اخراجات کو پورا کیا جائے۔ اس فیصلہ کے وقت نظارت کے پاس قلیل تعداد میں قابل تقسیم لٹریچر موجود تھا۔ اور ہر قسم کے مفید لٹریچر کی ایک بڑی تعداد قابل اشاعت پڑی تھی۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ کے فضل پر امید رکھتے ہوئے کام شروع کر دیا گیا۔ احباب جماعت کو خصوصی تعاون کی تحریک کی گئی۔ الحمد للہ کہ جماعت کے دوستوں نے اس کار خیر میں حسب استطاعت خوب تعاون فرمایا۔ جس کے نتیجہ میں بفضلہ تعالےٰ جلد ہی ایک لاکھ کے قریب مختلف قسم کے ٹریکٹ طبع ہوکر تقسیم کے لئے مرکز میں پہنچ گئے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ اللہ تعالےٰ تعاون کرنے والوں کو جزائے خیر دے۔ آمین۔

ذیل میں گذشتہ سال کے طبع شدہ لٹریچر کے اعداد و شمار دیئے جاتے ہیں۔ چونکہ مومن کا قدم نیکی میں کبھی پیچھے نہیں ہٹتا بلکہ آگے ہی بڑھتا ہے۔ اسلئے امید ہے کہ احباب و جماعتیں اس سال بھی اس کار خیر میں زیادہ سے زیادہ تعاون فرماویں گی۔ اللہ تعالےٰ اسکی توفیق دے۔ آمین۔

خاکسار مرزا وسیم احمد ناظر دعوت و تبلیغ قادیان ۷ ۹/۵۹

نمبر شمار	نام کتاب		تعداد صفحات	تعداد اشاعت
۱	جماعت احمدیہ کا عملی نمونہ	اردو	۴۴	پانچ ہزار
۲	عقائد و تعلیمات	"	۱۴۸	ایک ہزار
۳	ضرورت مذہب	"	۶۸	ایک ہزار پانصد
۴	سکھ مسلم اتحاد کا گلدستہ	"	۱۷۲	تین ہزار
۵	احمدیت کا پیغام	"	۴۸	پانچ ہزار
۶	میں اسلام کیوں مانتا ہوں	انگریزی	۱۲	پانچ ہزار
۷	" "	ہندی	۱۶	پانچ ہزار
۸	امن و صلح کے شہزادہ کا آخری پیغام	اردو	۶۰	۱½ ہزار
۹	تحریک احمدیت بھارت و اسلام کی نظر میں	"	۴۴	چار ہزار
۱۰	محمد خاتم النبیین صلعم	"	۵۲	پانچ ہزار
۱۱	الہدیٰ	"	۳۶	پانچ ہزار
۱۲	حکومت وقت اور جماعت احمدیہ	اردو	۲۰	دو ہزار
۱۳	اسلام اور اشتراکیت	"	۲۸	پانچ ہزار
۱۴	صلح کا پیغام	"	۵۲	پانچ ہزار
۱۵	اسلام میں اقتصادی و سماجی مشکلات کا حل	انگریزی	۲۸	پانچ ہزار
۱۶	اسلام اور اشتراکیت	"	۳۰	پانچ ہزار
۱۷	سوانح و سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام	"	۳۰	پانچ ہزار
۱۸	تبلیغ اسلام زمین کے کناروں تک	اردو	۸۴	تین ہزار
۱۹	لائف آف محمد صلعم	انگریزی	۲۳۴	ایک ہزار
۲۰	آسمانی پیغام	"	۴۴	دو ہزار
۲۱	ہمارا عقیدہ		۴۴	ایک ہزار
۲۲	آسمانی تحفہ	گورمکھی	۱۲	دس ہزار
۲۳	احمدیہ موومنٹ ان انڈیا	انگریزی	۵۲	پانچ ہزار

وصایا

وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی موصی کی کوئی اعتراض ہو تو وہ دفتر کو اطلاع کر دے۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز)

نمبر ۱۳۲۰۳ منکہ حکیم عبد الرحمٰن ولد عبد الرسول صاحب قوم سید پیشہ طبابت عمر ۶۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۵۳ء ساکن ہبلی ڈاکخانہ ہبلی ضلع دھارواڑ صوبہ میسور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۱/۵/۵۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

اس وقت میری کوئی جائیداد نہیں۔ میری اس وقت ماہوار آمد -/۸۰ روپے ہے۔ جس کے ۱/۱۰ حصہ کی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ اور اس ماہ سے ہی اپنی آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی ادائیگی شروع کر دوں گا۔ میں اپنی زندگی میں اگر کوئی جائیداد پیدا کروں یا میرے مرنے کے بعد میری کوئی جائیداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ العبد حکیم عبد الرحمٰن بقلم خود واڑ بس روڈ ہبلی ۱۱/۵/۵۹۔ گواہ شد محمد صادق ناقد مبلغ ہبلی ۱۱/۵/۵۹۔ گواہ شد مبارک علی مبلغ انچارج علاقہ میسور ۱۱/۵/۵۹ ا بنگلور حال نزیل ہبلی۔

نمبر ۱۳۲۰۲ منکہ عابدہ خاتون زوجہ عزیز احمد صاحب قوم قریشی پیشہ خانہ داری عمر پچاس سال تاریخ بیعت ۱۹۲۲ء ساکن بریلی۔ ڈاکخانہ بریلی ضلع بریلی صوبہ یوپی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۶/۹/۵۸ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری اس وقت مفصلہ ذیل جائداد منقولہ ہے (۱) مہر بذمہ خاوند ایک ہزار روپیہ (۲) بندہ جوڑی طلائی وزنی پون تولہ (۳) برنجی طلائی وزنی سوا تین تولہ۔ میں اپنی اس جائیداد کے دسواں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان ضلع گورداسپور کرتی ہوں۔ اگر میرے مرنے پر اس جائداد کے علاوہ کوئی اور جائداد ثابت ہو تو اس کے ۱/۱۰ حصہ پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی اور جو حصہ وصیت میں اپنی زندگی میں ادا کر دوں اتنا حصہ وصیت سے منہا سمجھا جائے گا۔ المرقوم ۶/۹/۵۸

الامتہ عابدہ خاتون بقلم خود زوجہ عزیز احمد صاحب ساکن بریلی۔ گواہ شد عزیز احمد عزت نعمتے خاں ساکن بریلی خاوند موصیہ۔ گواہ شد قریشی محمد یونس سیکرٹری مال ساکن بریلی ۶/۹/۵۸

تخفیف شرح چندہ کے متعلق

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ارشاد

جماعتوں میں متعدد احباب کے متعلق اطلاعات موصول ہوتی رہی ہیں کہ وہ بغیر مرکز سے اجازت حاصل کئے بے شرح چندہ ادا کر رہے ہیں۔ اور سیکرٹریان مال بھی ایسے احباب کی اصل آمد کا اندازہ لگانے کی بجائے جو کوئی شخص اپنا ماہوار یا سالانہ چندہ ادا کرنے پر آمادگی ظاہر کر دے۔ اس کے مطابق ہی چندے کا بجٹ تجویز کر کے مرکز بھجوا دیتے ہیں۔ خاص کر تاجروں۔ پیشہ وروں اور زمینداروں کی اصل آمد معلوم کرنے کی طرف بہت کم کوشش کی جاتی ہے جس کے نتیجہ میں ایک خاصی تعداد جماعتوں میں ایسے افراد کی پائی جاتی ہے جن کا ماہوار چندہ انکی آمد کے مقابل پر برائے نام ہے۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ اس بارہ میں ارشاد فرماتے ہیں:۔

"جو شخص مقررہ شرح سے کم چندہ دے اس کے متعلق میرا فیصلہ یہ ہے کہ وہ لکھائے کہ میرے لئے یہ مجبوریاں ہیں اس لئے مجھے اجازت لے پس یہ حکم نہیں کہ مقررہ شرح سے کوئی کم نہیں دے سکتا۔ بلکہ یہ ہے کہ بلا اجازت کوئی کم نہیں دے سکتا۔"

ظاہر ہے کہ اگر جماعت کے احباب اور عہدیداران صحیح آمد بتانے اور معلوم کرنے کی کوشش ہی نہیں کریں گے تو نہ صحیح بجٹ تشخیص ہو سکے گا۔ نہ ہی کمی شرح کی منظوری حاصل کرنے کی نوبت آسکے گی۔ اور نہ ہی سیدنا حضرت اقدس کے ارشاد کی تعمیل ممکن ہو سکے گی۔ اور جو شخص بھی چاہے گا مرکزی ہدایت اور قواعد کے خلاف اپنے آپ کو معذور تصور کر لے گا۔ اور یہ امر جماعتی چندوں کی ایزادی کے راستے میں ایک بڑی روک بنتا رہے گا۔

پس ضرورت اس امر کی ہے کہ دوست اپنی مالی ذمہ داریوں کو صحیح طور پر پوری شرائط کے ساتھ ادا کرنے کی طرف توجہ فرمائیں۔ تاہم سب مل کر احسن طریق سے ان ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہو سکیں۔ جو اللہ تعالیٰ نے محض اپنی بے پایاں رحمت کے طفیل ہمیں اور ہماری نسلوں کو اپنے فضلوں اور انعاموں سے نوازنے کے لئے ہمارے کمزور اور ناتواں کندھوں پر ڈالی ہیں۔ اگر جملہ احباب جماعت باقاعدہ باشرح چندہ ادا کرنے کا عزم کر لیں۔ اور اپنے ادبی تنگی وارد کر کے بھی خدا کی راہ میں خرچ کرنے پر آمادہ ہوں۔ تو صدر انجمن احمدیہ قادیان کے ۶۰-۵۹

نیک نمونہ

فاستبقوا الخیرات

چندہ تعمیر چار دیواری بہشتی مقبرہ و ملحقہ باغ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

نظارت ہذا کی طرف سے حال ہی میں ایک عمومی سرکلر تحریک کے علاوہ بعض صاحب حیثیت مخلصین کے نام "تعمیر چار دیواری بہشتی مقبرہ" میں حصہ لینے کے لئے انفرادی چٹھیاں بھجوا کر تحریک کی گئی تھی۔ جن احباب نے نظارت ہذا کی تحریک پر فوری طور پر فاستبقوا الخیرات کا عملی نمونہ نقد عطیہ جات یا عنقریب رقوم بھجوانے کے وعدوں کی اطلاع دی ہے ان کے نام ذیل میں بغرض تحریک دعا درج کئے جاتے ہیں۔ فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔ اللہ تعالیٰ ان کو اور ان کے اہل و عیال کو دین و دنیا کی نعماء سے نوازے اور ان کے اخلاص میں برکت دے۔ آمین۔

جن احباب کی طرف سے تاحال وعدوں کا انتظار ہے ان کی خدمت میں بھی گذارش ہے کہ سلسلہ کی اہم ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے وہ بھی اولین وقت میں اس بابرکت تحریک میں نمایاں حصہ لے کر اپنے عطیہ جات بھجوا کر عنداللہ ماجور ہوں۔

اسماء	عطیہ	نقد / وعدہ
مکرم سیٹھ محمد یوسف صاحب بانی کلکتہ	-/۲۰۰	نقد
" رحمت اللہ خاں صاحب دہلی	-/۱۰۰	"
محترمہ اہلیہ صاحبہ صالح الشیبی صاحب انڈونیشیا حال دہلی	-/۱۰۰	"
مکرم سیٹھ محمد صدیق صاحب بانی کلکتہ	-/۵۰	"
" سید فضل احمد صاحب گیا (بہار)	-/۱۰	وعدہ
" چوہدری خدا بخش صاحب گجراتی درویش قادیان	-/۱۰	"

ناظر بیت المال قادیان

۶۰-۵۹ بجٹ آمد چندہ جات میں نمایاں اضافہ ہو کر سلسلہ کی بہت سی مشکلات دور ہو سکتی ہیں۔ یاد رکھیں کہ جب ہم خدا تعالیٰ کے دین کی خاطر تنگی اٹھا کر اس کی راہ میں غربت اختیار کریں گے۔ تو یقیناً اللہ تعالیٰ ہماری ذاتی اور خاندانی مشکلات کو آسان کرنے کی خود ذمہ داری لے لیگا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو بہترین رنگ میں خدمت سلسلہ کی توفیق بخشے اور ہمارا حافظ و ناصر رہے۔ آمین۔ ناظر بیت المال قادیان۔

کرشن اوتار کا پیغام ہندی بھائیوں کے نام

(بزبان ہندی)

مندرجہ بالا ٹریکٹ چھپ کر تیار ہو گیا ہے۔ جن احباب یا جماعتوں کو ضرورت ہو۔ وہ منگوا لیں۔ ٹریکٹ ۱۶ صفحات کا ہے۔ منگوانے والے احباب و عہدیداران جماعت منگوانے کے لئے ڈاک خرچ اور مناسب ہدیہ برائے نشر و اشاعت بھی بھجوا کر ممنون فرمائیں۔ جزاکم اللہ خیرا۔ ناظر دعوت و تبلیغ قادیان۔

زیر اشاعت لٹریچر

مندرجہ ذیل قسم کا لٹریچر زیر اشاعت ہے۔ اور امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ ستمبر ۱۹۵۹ء کے آخر تک مکمل ہو جائے گا۔ احباب و عہدیداران جماعت ہائے ماہ اکتوبر میں یہ بھی منگوا سکتے ہیں:۔

۱۔ میں اسلام کو کیوں مانتا ہوں۔ گورمکھی۔
۲۔ مسئلہ تناسخ عقل کے ترازو میں۔ ہندی۔
۳۔ خاتم النبیین کے بہترین معنے۔ اردو۔
۴۔ Islam the Need of the Hour (انگریزی)
۵۔ جمعیۃ العلماء کا عالمی تبلیغی ادارہ اور جماعت احمدیہ کی تعاون کی پیش کش۔ اردو۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

خبریں

نیویارک ۱۹ ستمبر۔ روس کے وزیر اعظم مسٹر خروشچیف نے (جو ۱۵ ستمبر سے امریکہ کے دورہ پر آئے ہوئے ہیں) کل اقوام متحدہ کی اسمبلی میں یہ تجویز پیش کی کہ دنیا کے تمام ممالک چار برس کے اندر اندر اپنی بری بحری اور ہوائی فوجوں کو ختم کر دیں۔ آپ نے کہا کہ جنگ کے تمام ذرائع کو ختم کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ چار برسوں میں تخفیف اسلحہ کا کام مکمل ہو جائے۔ اس سلسلہ میں فوجوں کو ختم کر دینے کے علاوہ یہ بھی ضروری ہے کہ فوجی کمانیں اور جنگی امور کی وزارتیں ختم کر دی جائیں۔ فوجی تعلیم کے ادارے بند کر دیئے جائیں۔ غیر ملکی فوجی اڈے ترک کر دیئے جائیں۔ ایٹم بم تباہ کر دیئے جائیں۔ اور انکی مزید پیداوار ممنوع قرار دی جائے۔ اقوام متحدہ کی اسمبلی میں مسٹر خروشچیف کی یہ پہلی تقریر تھی۔ اور اس کا بیتابی سے انتظار ہو رہا تھا۔ ۸۱ ملکوں کی اسمبلی نے اس تقریر کو مکمل خاموشی سے سنا۔ مسٹر خروشچیف نے کہا جب تک نوجوانوں کو جنگ کرنے کی تربیت ملتی رہے گی۔ قیام امن کی کوئی گارنٹی دینا مشکل ہوگا۔ تخفیف اسلحہ کا کام مکمل ہو جانے کے بعد تمام بین الاقوامی جھگڑے طاقت کے استعمال سے نہیں بلکہ پُر امن طریقوں سے حل ہوں گے۔ میری تجویز کے مطابق تمام فوجیں اور ہتھیار ختم کر کے صرف اسقدر ملیشیا اور پولیس فورس رکھی جائے۔ جو اندرونی امن کے لئے ضروری ہو۔ آئندہ راکٹوں کا استعمال صرف ٹرانسپورٹ اور فضائی سفر کے لئے کیا جائے۔ تخفیف اسلحہ کی نگرانی کے لئے ایک کمیشن قائم کیا جائے۔ جس میں تمام ملکوں کے نمائندے شامل ہوں۔ مسٹر خروشچیف نے کہا کہ اگر ایٹمی جنگ شروع ہو گئی تو لاکھوں کروڑوں آدمی مارے جائیں گے۔ آجکل لاکھوں آدمی اسلحہ بنانے میں لگے ہوئے ہیں۔ بہت سا وقت اور روپیہ پیسہ اسلحہ سازی میں خرچ ہو رہا ہے جنگ کی تیاریوں کو ترک کرنے سے جو روپیہ بچے گا وہ کم ترقی یافتہ ملکوں کی امداد کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ مسٹر خروشچیف نے اپنی آٹھ ہزار الفاظ کی تقریر میں کمیونسٹ چین کا ذکر بھی کیا۔ انہوں نے کہا کہ چیانگ کائی شیک کی حکومت چین کی نمائندگی نہیں کر سکتی۔ یہ تصور کرنا مشکل ہے کہ چین کی شرکت کے بغیر کوئی عالمی مسئلہ حل کیا جا سکتا ہے۔ مسٹر خروشچیف نے کہا کہ اگر مغربی ممالک مکمل تخفیف اسلحہ کے فارمولا کو منظور نہیں کر سکتے۔ تو روس اس طرح کے جزوی سمجھوتوں کے لئے بھی تیار ہے (۱) مغربی یورپ میں غیر ملکی فوجیں گھٹائی جائیں (۲) وسطی یورپ میں ایٹمی ہتھیاروں سے پاک رقبہ قائم کیا جائے (۳) تمام غیر ملکی فوجیں واپس بلالی جائیں اور غیر ملکی اڈے ختم کر دیئے جائیں (۴) وارسا پیکٹ اور ناٹو معاہدہ پر دستخط کرنے والے ممالک ایک دوسرے پر حملہ نہ کرنے کا معاہدہ کریں (۵) اچانک حملے بند کرنے کا معاہدہ کیا جا سکتا ہے۔

بمبئی ۱۹ ستمبر۔ بمبئی راجیہ میں سورت اور گجرات کے ضلعوں کو شدید سیلاب کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ سب سے زیادہ نقصان سورت شہر میں ہوا ہے۔ کل رات سرکاری حلقوں نے کہا تھا کہ وہاں سے ۲۷۶ اشخاص کی لاشیں برآمد ہوئی ہیں۔ لیکن آج دوپہر پھر یہ خبر دی گئی۔ کہ سورت میں ڈیڑھ سو اشخاص کی لاشیں برآمد ہو چکی ہیں۔ حفاظتی دیوار کا ایک حصہ ٹوٹ جانے سے اس تاریخی شہر میں گذشتہ بدھ کو دوبارہ سیلابی پانی داخل ہو گیا تھا۔ اور اس سے کئی علاقوں میں پندرہ پندرہ فٹ پانی جمع ہو چکا ہے۔ سیلاب کی وجہ سے واٹر سپلائی اور خوراک کی بہم رسانی کا سلسلہ درہم برہم ہو گیا ہے۔ مصیبت زدہ لوگوں کی امداد کے لئے فوجی دستے حرکت میں آ گئے ہیں ہوائی جہازوں سے سامان گرانے کے لئے بھارتی ہوائی فوج کے جہاز حاصل کئے گئے ہیں۔ بمبئی کے محکمہ منتری نے کل اس علاقہ میں ہوائی جہاز میں اڑان کرنے کے بعد بتایا کہ تاریخ میں اس سیلاب کی مثال نہیں ملتی۔ سورت شہر کا ۲/۳ حصہ اب بھی زیر آب ہے۔ شہر میں جائیداد کو اور اس کے نواح میں فصلوں کو کافی نقصان پہنچا ہے۔ سورت کے آس پاس ۸۰ مربع میل رقبہ میں سیلاب کا بہت بڑا اثر ڈالا ہے۔ مصیبت زدہ شہریوں کو پانی دودھ اور دوائی پہنچانے کے لئے آج ایک اور فوجی دستہ پہنچنے والا تھا۔ فوجی دستوں کی ٹرین سورت سے پانچ میل دور کھڑی ہے۔ اور ابھی تک سورت سٹیشن پر نہیں پہنچ سکی۔ سنٹرل ریلوے نے بتایا ہے کہ کئی ریلوے لائنوں پر گاڑیوں کی آمد و رفت ابھی تک بحال نہیں ہو سکی۔ بمبئی کے محکمہ منتری نے ایک بیان میں کہا ہے کہ گجرات اور [illegible] میں سیلاب زدگان کی امداد کے لئے حکومت کے تمام ذرائع استعمال کئے جائیں گے۔ انہوں نے اس کام میں عوام کی امداد بھی طلب کی ہے محکمہ منتری نے بتایا کہ کچھ اور ضلعوں میں بہت سے لوگوں کو از سر نو آباد کرنا پڑے گا۔ ایک سرکاری اطلاع کے مطابق دو ریجن کے چار اضلاع میں ۶ ہزار سے زیادہ مکانات گر گئے ہیں۔ سیلاب میں سات ہزار مویشی بھی بہہ گئے ہیں۔ بمبئی سرکار نے سورت کی فوری امداد کے لئے سات لاکھ روپیہ منظور کیا ہے۔ بمبئی کے دو وزراء کا بیان ہے کہ سورت میں کم از کم ایک کروڑ روپے کا مالی نقصان ہوا ہے۔ دیہاتی علاقوں میں خوراک گرانے کے لئے ہیلی کوپٹر استعمال کئے جا رہے ہیں۔

طہران ۱۹ ستمبر۔ وزیر اعظم پنڈت نہرو کل جب افغانستان کا دورہ ختم کر کے طہران پہنچ گئے۔ تو ایرانیوں نے ان کا پُر جوش استقبال کیا۔ طہران کے بازاروں میں بھارت اور ایران کے جھنڈے ایک ساتھ لہرا رہے تھے۔ ہوائی اڈے پر ایران کے وزیر اعظم اور دوسرے وزراء نے بھی ان کا استقبال کیا۔ پنڈت نہرو کو شمالی طہران میں شاہی محلوں میں ٹھہرایا گیا۔ رات کو ایرانی وزیر اعظم نے ان کے اعزاز میں ڈنر دیا۔ اس سے پہلے وہ ہندوستانی کلب میں گئے اور وہاں ایران میں رہنے والے بھارتی باشندوں سے ملے۔

کلنگپونگ ۱۹ ستمبر۔ تبت کے نگر دار اور شو سے مقاموں سے آنیوالے شرنارتھی لاماؤں نے اس امر کی تصدیق کر دی ہے کہ چینیوں نے پنچن لامہ کو ان کے محل کے اندر ہی نظر بند کر دیا ہے پنچن لامہ کو باہر جانے یا محل کے اندر کسی سے ملنے کی اجازت نہیں۔ اور محل پر زبردست پہرہ بٹھا دیا گیا ہے پنچن لامہ کے اپنے متعلقین سمیت آنیوالے شرنارتھی لاماؤں نے بھی پنچن لامہ کی گرفتاری کی اطلاع دی تھی۔ انہوں نے یہ بھی بتایا تھا کہ پنچن لامہ کے باپ کو بھی گرفتار کر لیا گیا ہے۔ اور یہ بھی بتایا کہ ۱۵ سے ۳۰ سال کی عمر کے لاماؤں کو چینی فوج میں شامل ہونے اور جنگی تربیت لینے پر مجبور کیا جا رہا ہے۔ اس سے کم عمر کے

قادیان میں جماعت احمدیہ کا اڑسٹھواں سالانہ جلسہ

بتاریخ ۱۵-۱۶-۱۷ دسمبر ۱۹۵۹ء

احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ قادیان میں جماعت احمدیہ کا ۶۸ واں سالانہ جلسہ ۱۵-۱۶-۱۷ دسمبر ۱۹۵۹ء کو منعقد ہوگا جملہ امراء، پریذیڈنٹ صاحبان و مبلغین کرام سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ اس کی اطلاع جماعتوں کو پہنچا کر ابھی سے تحریک کرنا شروع کر دیں کہ زیادہ سے زیادہ دوست اس روحانی اجتماع میں شمولیت اور استفادہ کیلئے قادیان تشریف لائیں۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان